بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
ایک انوکھا سفرِ حج
تحریر و سفر
میجر خواجہ محمد اکرم پرے
مطبوعہ
ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایک انوکھا سفرِ حج

تحریر و سفر
میجر خواجہ محمد اکرم پرے

مطبوعہ
ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

نام کتاب: ایک انوکھا سفرِ حج
مصنف: میجر خواجہ محمد اکرم پرے
اشاعتِ اول ربیع الاول ۱۴۳۶ھ جنوری 2015ء
تعداد اشاعت گیارہ سو
صفحات: ۱۰۰

ملنے کا پتہ

کتب خانہ ادارہ غفران، چاہ سلطان، راولپنڈی
فون: 051-5507270
فیکس: 051-5780728
www.idaraghufran.org
Email: idaraghufran@yahoo.com
www.facebook.com/idaraghufran

فہرست

دعائیہ کلمات

(مولانا مفتی محمد رضوان صاحب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم جناب میجر خواجہ محمد اکرم پرے صاحب ایک عمر رسیدہ بزرگ ہیں، الحمد للہ تعالیٰ ان کی عمر کا بڑا حصہ دین کے ساتھ وابستگی میں گزرا ہے۔ اور اللہ والوں سے بھی تعلق رہا ہے، جو بحمد اللہ تعالیٰ ابھی تک قائم ہے۔

محترم جناب میجر صاحب موصوف نے 1968ء میں اس وقت حج کا سفر کیا، جبکہ بحری جہاز سے سفر ہوا کرتا تھا۔

ایک تو آج کے دور میں بحری جہاز کے عمومی اسفار نہ ہونے کی وجہ سے بحری سفر کی تفصیلات سے عام طور پر لوگ ناواقف ہیں، دوسرے اس زمانہ میں سفرِ حج میں جو حالات و مشکلات پیش آتی تھیں ان کا بھی موجودہ نسل کو علم نہیں۔

جناب محترم میجر صاحب نے اپنے اس سفرِ حج کے حالات و واقعات اسی سفر میں قلمبند کر لئے تھے، جن کی اشاعت کے خواہشمند تھے، لیکن ایک عرصہ سے یہ کام مکمل نہیں ہو سکا تھا۔

اب بحمد اللہ تعالیٰ یہ کام مکمل ہو گیا ہے۔

امید ہے کہ ان شاء اللہ اس سفرِ حج کی روئیداد قارئین کے لئے دلچسپی کے ساتھ عبرت و بصیرت کا سامان بنے گی۔

اللہ تعالیٰ میجر صاحب کے حج اور اس سفرِ حج کی روئیداد کو قبول و منظور فرمائے، آمین، فقط۔

محمد رضوان

مورخہ: ۳۰/صفر المظفر/ ۱۴۳۶ھ 23/ دسمبر/2014ء

ادارہ غفران، راولپنڈی

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ (سورة آل عمران، رقم الآية ۹۷)

ترجمہ: اور لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ جو اس گھر تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے اور جو کوئی اس حکم کی پیروی سے انکار کرے تو اُسے معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے (آل عمران ۳:۹۷)

ابتداء:۔

ابتدا سے پیشتر دل کو سنبھالا چاہئے   یہ فسانہ عشق کا ہے شوق کا مضمون ہے

(پیارے ماموں جان غلام سرور اسیر جزائر انڈیمان کے قلم مبارک سے)

کُشتگانِ خنجرِ تسلیم رَا

ہَر زَماں اَز غَیب جَانِ دِیگر اَست

(حسن دہلوی)

سونے پر سہاگہ ڈالنے کے لئے ایک اور نادر و نایاب قسم کا شعر بھی ملاحظہ ہو:۔

مَیانِ عاشِق و مَعشُوق رَمزِ ے ست

کراماً کاتبینِ رَا ہم خَبر نِیست

(ڈاکٹر اقبال)

پیش لفظ

تمہید

اپنی سرگزشتِ حجِ بیت اللہ شریف سے پہلے ذرا حج کے فلسفہ (حج کی رُوح) کا بیان جو حج کی ایک مختصر سی کتاب یعنی "سفرِ سعادت" قرشی انڈسٹریز (پرائیویٹ) لمیٹڈ نے بیان کی ہے۔ اس کے بغیر میری داستان کا آغاز اس مقدس ومحترم سفر کی اہمیت کو گھٹانے کے مترادف ہوگا۔ اس لئے سب سے پہلے اُس کے چند نقاط بیان کیے جاتے ہیں:

الف:......حج اسلام کا پانچواں رُکن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صاحب استطاعت عاقل، بالغ، تندرست مسلمان مرد وعورت پر زندگی میں ایک مرتبہ فرض قرار دیا ہے۔

ب:......حج کے ایام میں امیر وغریب، شاہ وگدا، تمام زبانوں، رنگ ونسل کے لوگ ایک ہی صف میں ایک جیسا لباس، بستر وغیرہ استعمال کرتے ہیں۔

ج:......درحقیقت حج کے سفر میں تمام تر صعوبتوں اور ناگوارِ خاطر تکالیف کو نہایت خوشی کے ساتھ برداشت کرنے کا نام ہی حج ہے۔

د:......ہماری نیتوں اور ارادوں کو اللہ تعالیٰ اچھی طرح جانتا ہے۔ لہٰذا کوئی فعل ہرگز نہیں کرنا چاہیئے جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی نفی ہوتی ہو۔ اور نہ کوئی ایسی حرکت کرے جس سے اُس کی مخلوق کے ہاتھ، زبان یا کسی فعل سے اذیت یا تکلیف پہنچے۔

تعظیم مکہ مکرمہ

اگرچہ تعظیم حرمین شریفین کے بارے میں مختلف بندگانِ خدا نے اپنے اپنے جذبات و احساسات کی نثر ونظم میں ترجمانی کی ہے۔ مگر جس وارفتگی کا اظہار حضرت مولانا مفتی سعید احمد

رحمۃ اللہ علیہ (مظاہر العلوم سہارنپور۔ ہندوستان) نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''معلم الحجاج'' میں فرمایا ہے۔ اُس کی مثال شمع فروزاں کی وساطت سے ڈھونڈے بھی کم ملتی ہے۔ آپ نے فرمایا:۔ ''مکہ مکرمہ اسلامی شان وشوکت اور سطوت کا مظاہر اور اللہ تعالیٰ کا پہلا گھر کعبہ اس کی جاہ وجلال اور فضل وکرم کا مرکز ہے۔ نماز کے وقت تمام دنیا کے مسلمان کعبہ شریف کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے ہیں۔ لاکھوں انسان ہر سال بلکہ ہر وقت یہاں جمع ہوتے ہیں۔ اسے ''اُم القریٰ'' کہا گیا ہے۔ اس لئے مکہ مکرمہ ادب وانکساری کے ساتھ داخل ہوں۔ برہنہ سر، کفن بردوش، پریشان حال اور عاشقانہ طور پر داخلہ ہی اس کے آداب ہیں۔ دعاء میں استغفار اور اپنے گناہوں کی معافی طلب کریں'' وغیرہ۔

تعظیم مدینہ منورہ

اس سلسلہ میں پہلے چند احادیث کا مجموعہ ملاحظہ فرمائیں:۔

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''میرا جو اُمتی مدینہ کی تکلیفوں اور سختیوں پر صبر کرکے وہاں رہے گا، میں قیامت کے دن اُس کی شفاعت کروں گا (مسلم)

(۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جس نے میری قبر کی زیارت کی، اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی (صحیح ابن خزیمہ، سُنن دار قطنی)

(۳) حضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''میرے گھر یعنی میری قبر اور میرے منبر کے درمیان جو جگہ ہے وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض (کوثر) پر ہے (بخاری ومسلم)

خبردار

(۱)......مدینہ منورہ میں داخل ہوتے وقت اس کی عزت وحرمت کے لئے نہایت تواضع اور خشوع کی حالت میں ہو۔غسل اور مسواک وغیرہ صفائی کرکے اور بہتر ہے سفید کپڑے پہن کر سکون ووقار اور ادب واحترام کے ساتھ بارگاہ عالی کی جانب روانہ ہو۔خیال رہے کہ یہ وہ بارگاہِ عالی ہے جہاں جبریل امین ودیگر فرشتے باادب حاضری دیتے رہے تھے۔

(۲)......مدینہ منورہ کے مقام کی نسبت کچھ اللہ والوں کے اشعار بھی ملاحظہ ہوں:

ادب گاہیست زیرِ آسماں اَز عرش نازک تر نفس گُم کردہ می آیند جُنید وبایزید اِیں جا

اور

کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء گستاخ اکھیاں کتھے جا اَڑیاں

(۳)......اس جہاں میں کون ایسا مسلمان ہے جس کے دل میں اُس مقدس سرزمین کو زندگی میں کم از کم ایک بار اپنی ان دو آنکھوں سے دیکھنے اور ایک ایسی ہستی کی خاکِ پا کو سرمۂ چشم خود بنانے کی تڑپ نہ ہوگی۔جس کے صدقے یہ دو جہاں معرضِ وجود میں آئے۔اور جو خالقِ لَم یَزَل کی برگزیدہ ترین عمارت یعنی بیت اللہ شریف سے بھی اعلیٰ وافضل ہستی ہے۔جس کے قُدومِ مبارک کی لَمس کو عرشِ عظیم بھی عرصۂ دراز تک پانے کی تمنا میں رہا۔

(۴)......کس قدر مقدس ومحترم وہ مقامات ہیں جہاں سب انبیاء کرام علیہم السلام تشریف لاتے رہے۔جہاں سے نورِ اسلام کی شمعیں پھوٹیں۔جن کی لو نے دونوں جہانوں کو منور فرمایا۔اور جہاں ہمارے جدامجد حضرت ابرہیم علیہ السلام وحضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے وہ آثار چھوڑے جن کو چھونے،سعی کرنے،طواف پر طواف کے چکر لگانے کو ہر مسلمان ترستا ہے۔

(۵)......مندرجہ بالا خواہشات،لوازمات اور اپنے گناہوں کی تلافی کے مدنظر اس عاصی کے

دل میں گُدگُدی ایک عرصہ دراز سے چلی آرہی تھی۔ مگر وسائل کی غیر موجودگی ہمیشہ آڑے آتی رہی، تاہم ایک وقت ایسا بھی آن پہنچا جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس کا بندوبست کر دیا۔ (جس کا بیان مُشتاقانِ حرمین شریفین کو یہ بتانا مقصود ہے کہ وسیلہ کیونکر ذاتِ باری بنا دیتا ہے) اس کی کہانی یوں ہے کہ بندہ فوج میں ایک عرصہ سے ملازمت کرتا رہا، یعنی 1949ء سے لیکر کافی عرصہ بعد تک۔ مگر 1964ء میں (جبکہ فوج کا کمانڈر اِن چیف فیلڈ مارشل ایوب خان تھا) ایک خوشخبری سننے میں آئی کہ فوج والوں کو تنخواہوں میں کچھ فیصد اضافہ 1962ء سے دیا جائے گا۔ بس پھر کیا تھا جونہی اس 'مژدۂ جانفزا' کی سماعت ہوئی۔ جس کے صدقے اس عاجز کو مبلغ چھ ہزار روپے زائد ملنے قرار پائے (جبکہ اُسوقت حج کے اخراجات صرف پانچ ہزار ہوا کرتے تھے) فوراً حج کے لئے درخواست دائر کر دی۔ اُن دنوں سب لوگ بحری جہاز پر وہاں جایا کرتے تھے اور باقاعدہ قرعہ اندازی ہوا کرتی تھی۔ چنانچہ بندہ کا نام 1964ء سے لیکر 1968ء تک کسی سال بھی نہ نکلا، مگر اس نابکار کی ضد ہی کہہ لیں اس قدر شدید رہی کہ اپنے پیسے کسی ایک سال میں بھی واپس لینے کی درخواست نہ دی، چنانچہ 1968ء میں اس عاصی کے بھاگ جاگ اُٹھے۔ اور حج بیت اللہ شریف کی اجازت والی نوید سنا دی گئی۔

(۶)......کون سا ایسا مسلمان ہوگا جسے عین عالمِ شباب یا اس سے کچھ زیادہ عمر میں حج کا موقع میسر ہو اور وہ اسے سرانجام دینے کے لئے دن رات سفر کی تیاری اور حج کے رسالے و کتب کے ذریعے وہاں کے مناسک اور دعائیں وغیرہ کا اہتمام نہ کرتا ہو۔ چونکہ بندہ اس وقت لاہور میں تھا اور سب لوگ کراچی جا کر بحری جہاز کے ذریعے حج پر جایا کرتے تھے۔ اس لئے جدہ پہنچنے کے لئے زمینی اور بحری سفر پر قریباً پانچ چھ دن (یک طرفہ) لگ جایا کرتے تھے۔ نیز چھٹی بھی تین ماہ کی درکار تھی کیونکہ کوئی ڈھائی مہینے تو صرف حج پر جانے آنے اور حج ادا کرنے پر لگ جایا کرتے تھے۔ لہٰذا اس کا بندوبست بھی ہو گیا۔

(۷)......یہ عاجز بندہ آغاز میں ہی تمام قاری حضرات کی خدمت میں نہایت عاجزی سے

درخواست گزار ہے کہ آپ کے خیالِ شریف میں کہیں یہ نہ گزرنے پائے کہ ایں جناب بس۔ اپنی روئیداد کے ذریعہ کسی شہرت کا متمنی لگتا ہے۔ مگر واضح رہے کہ اصل میں تو نیت ہی ہے جس کے ذریعہ بندہ کے اعمال کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ یعنی انما الاعمال بالنّیات کے تحت۔ چنانچہ یہ عامی جو اپنی سرگزشت سنا رہا ہے یقیناً بعض اصحاب اس سے بڑھ چڑھ کر اعمال بجا لانے کے خواہشمند ہوں گے۔ یقیناً ان کا یہ عزم بالجزم قابلِ ستائش اور قابلِ تقلید ہے، مگر اپنی کہانی اپنی زبانی سنانے کے میرے تین مقاصد ہیں:۔

ڈائری لکھنے کے مقاصد

(نمبر۱)......تا کہ یہ کہانی تمام عازمین حج کے لئے مہمیز کا کام دے۔

(نمبر۲)......اس کے ذریعہ پتا چل جائے کہ بحری جہاز کا سفر کیونکر اُن دنوں ہوا کرتا تھا۔ اور لوگوں کو پتا چل جائے کہ اس وقت جو سہولتیں میسر ہیں اُن کا یا تو بالکل فقدان تھا یا بہت کم میسر تھیں۔

(نمبر۳)......اس سفر نامہ کے ذریعہ بعض دینی اور رُوحانی قسم کے سوالات کا حل بھی مہیا ہو سکے۔

ایک یادگار سانحہ

اگرچہ ظاہراً اس سانحہ کا یہاں ذکر حج کے سفر سے مطابقت نہیں رکھتا تاہم اس کی ڈائری میں جو گڑبڑ پڑ گئی اس کی بنا پر اسے مجبوراً یہاں لانا پڑ گیا ہے، جو اس طرح پر ہے کہ 23 جولائی 2001ء کو اس قدر موسلا دھار طُوفانی بادوباراں کا حملہ ہوا کہ کچھ نہ پوچھئے۔ جس کے نتیجہ میں نالہ لئی اپنی سطح سے کوئی 50/55 فٹ اوپر چڑھ دوڑا۔ اور یوں راولپنڈی کی کم از کم ایک تہائی آبادی متاثر ہوئی۔ اُن دنوں چونکہ بندہ کی رہائش سیلاب زدہ علاقہ کے عین وسط میں تھی یعنی ای بلاک سیٹلائیٹ ٹاؤن (E/264) میں اس لئے ہمارے گھر نے نہ بچنا تھا اور نہ

بچا۔ یعنی کیچڑ اور گندے بد بودار پانی نے تو ہمارے تہہ خانے میں (جس کی گہرائی کوئی 9/10 فٹ تھی) اپنے پکے قدم جما لئے۔ جبکہ ہماری پہلی منزل پر بھی کوئی 7/8 فٹ گندا بد بودار خاکی رنگ کا کیچڑ ملا پانی اچانک آن پہنچا، اگر چہ ہم اس ہما ہمی کے باعث صرف اپنی جانیں بچا کر اوپر اپنے بڑے بیٹے کی رہائش میں براجمان ہوگئے۔ مگر جہاں تک سامان کا تعلق ہے وہ سمجھ لیں کہ بالکل ہی اوپر نہیں لا سکے۔ اس وقت چونکہ اپنی جان کے لالے پڑے ہوئے تھے اس لئے کسے ہوش تھی کہ وہ سوائے قرآن حکیم اور چند احادیث کی کتابوں وغیرہ کے دیگر کتابوں کے گٹھر کو ہاتھ بھی لگا سکے ہوں۔ اور اس لائبریری کے اندر میری حج والی ڈائری بھی شامل تھی۔ اس لئے اسے بھی اچھا خاصا نقصان پہنچا۔ یعنی کوئی ایک تہائی بلکہ اس سے کچھ زیادہ اوراق کیچڑ ملے پانی سے بوسیدہ سے ہوگئے۔ بس یہ ہے وجہ جس کی بنا پر اس سانحہ کا ذکر یہاں لایا گیا ہے۔ اب ان اوراق کے مواد کو اندازاً لکھنا پڑے گا جس کے بغیر اور کوئی اس کا چارہ کار ہی نہیں۔

نیز عرض ہے کہ اگر آپ اوپر لکھے گئے مقاصد میں اس ڈائری کی کہانی مع اس کے مزید بوسیدگی کے امکان کو شامل فرمالیں تو اس میں کوئی خاص مضائقہ والی بات نہ ہوگی۔

بازگشت: غزل

مندرجہ ذیل غزل بندہ کے برخوردار ماں جایا (یعنی برادرِ خُورد) خواجہ محمد اصغر پرے نے میری حجِ بیت اللہ کی نعمت سے سرفرازی پر بطور مبارک بادی کے 1992ء میں لکھی تھی جبکہ اس عاصی کے ہمراہ اپنی زوجۂ محترمہ و مرحومہ نیز بندہ کے ماموں زاد بھائی محمد اقبال مرحوم بمع ان کی بیگم (جو میری پھوپھی زاد بھی ہیں) سب لوگ اکٹھے حج والی نعمتِ غیر مترقبہ سے مستفید ہوئے تھے۔ اب قارئین کرام سے ایک خصوصی درخواست ہے کہ آپ سَن وَن کے چکر کو بالائے طاق رکھتے ہوئے شاعر کے تخیلات سے محظوظ ہوں۔ جس کے لئے آپ کو زبان

زدعام مقولہ ''پرانی شراب، نئی بوتل'' کو بدل کر یوں کہنا ہوگا ''نئی شراب پرانی بوتل'' میں اُنڈیل رہے ہیں:۔

ہمیں اذنِ حُضُوری کیا ملا ہے	کہ دل میں ایک ہنگامہ بپا ہے
یہ پیغامِ حیات جانفزا ہے	یہی نُسخہ یقیناً کیمیا ہے
عمل پر ناز ہے اپنے نہ کوئی	نہ یہ دعویٰ کہ نیت کا صلہ ہے
ہمیں جو بھی ملا اُن کی عطا ہے	کرم اُن کا یہ ہم پر برملا ہے
برآئی زندگی بھر کی تمنا	کوئی نعمت فزوں تر زیں بھلا ہے؟
ذرا دیکھو تو ہم کو ہم نشینو!	وفُورِ شوق سے کیا ہو چلا ہے
پرے کا یہ مقدر اللہ اللہ	کہاں پہنچا یہ دیکھو بے نوا ہے

ڈائری کے چند خصائص

(نمبرا)......''ڈائری'' کے عنوان سے روز بروز جو کچھ بھی بندہ نے اس وقت ڈائری میں نوٹ کیا، وہ تقریباً من وعن یہاں لکھے جارہے ہیں۔

(نمبر۲) کوشش کی جائے گی کہ کسی نام یا جگہ یا مزید کسی قسم کی وضاحت کی صورت میں وہ سب کچھ بریکٹ کے اندر لکھا جائے۔

(نمبر۳)......اگرچہ اس عاصی نے اُس وقت کسی خاص دن / تاریخ میں اُس کے پچھلے دنوں میں جو طواف کئے یا قرآن حکیم کی تلاوت کی اُن کی تعداد وغیرہ وہاں لکھی۔ وہ اُسی طرح یہاں نہ لکھی جائے بلکہ اُس کے مواد کو دو حصوں میں تقسیم کر کے آسانی کردی جائے۔ جو یُوں ہے کہ ''حج سے پہلے'' اور اسی طرح ''حج کے بعد'' صرف دو عنوان کے تحت وہ سب کچھ اکٹھا دکھایا جائے۔

(نمبر۴)......ڈائری میں بعض جگہ مختلف قسم کی خبر میں یا اوقاتِ نماز جو اُن جگہوں میں کوئی

نہایت دلچسپ سی بات مخفی تھی اُسے بھی علیحدہ والے چارٹوں میں شامل کر دیا جائے۔ مثلاً جنت البقیع میں قبور کی نشاندہی۔

(نمبر۵)......جیسا کہ اس سے پہلے ''پیش لفظ'' کے پیرا نمبر ۳ میں بعنوان ''ڈائری لکھنے کے مقاصد'' کا ذکر ہے۔ وہ اگر دینی یا روحانی قسم کی پند و نصائح ہیں جنہیں پیر صاحب (حضرت مولانا قاری غلام حبیب مرحوم رحمۃ اللہ علیہ) نے بیان فرمایا وہ چونکہ کافی تعداد میں ہیں۔ اس لئے اُنہیں علیحدہ سے لکھنا بہت مشکل کام ہوگا۔ اس لئے ابھی مجھے یہ بات سُوجھی کہ ایسے پند و نصائح کے اوپر ''رُوح پرور'' کے الفاظ لکھ دوں تاکہ قاری کا مقصد اگر فقط رُوح پروری ہی ہو تو وہ انہیں پڑھتا چلا جائے۔

(نمبر۶)...... پتا نہیں کیوں میں عموماً روز بروز والی ڈائری میں جو کافی تکلیف دہ یا یہ کہہ لیں کہ موجودہ آسائشوں کے فُقدان کی کہانی کیوں ضبطِ تحریر میں اس وقت نہ لایا۔ جن کا مختصر سا ذکر میرے خیال سے یہاں کر دینا ضروری ہے کیونکہ اُس وقت تو میں نے انہیں درخورِ اعتنا ہی نہ جانا ہوگا۔ جس کی وجہ غالباً یہ ہوگی کہ میں اُن دنوں نہایت صحت مند و توانا تھا (سوائے ایک دائمی مرض کے) یا شاید پیر صاحب کی مشقت اور عبادت میں دلبستگی کے مقابلہ میں اپنی محنت حقیر جانتا ہوں گا، یا پھر اُس فرض حج کی اہمیت کے مدنظر اپنی عبادت کو کچھ کم ہی سمجھتا ہوں گا تاہم قارئین کی خدمت میں اُن مناظر و کیفیات کا ذکر مختصراً یہاں حاضر ہے۔

(۱) مطاف آج کل کے برعکس بہت چھوٹا تھا جہاں کالی اور سفید ٹائلیں لگی ہوئی تھیں، ظاہر ہے سیاہ ٹائلوں پر دن کے وقت پیر رکھنے سے ان کی تپش محسوس ہوتی ہوگی، مگر اسے اُن دنوں کوئی اہمیت نہ دی گئی۔

(۲) رہائش بھی پہاڑ کے تقریباً وسط میں تھی، اور وہ بھی اُوپر والی منزل میں جہاں سے کئی بار اترنا چڑھنا پڑتا، نیز آتے وقت عام طور پر 10 لیٹر والا کولر بھی کندھے کی زینت بنا ہوتا۔

(۳) میدان عرفات میں تو لیٹرین ذرا گہری ہوا کرتیں، جنہیں فوجی لوگ Deep

Trench Latrine کہتے ہیں جن کے گردا گرد ٹاٹ یا چٹائی کی دیوار سی بنی ہوتی مگر مزدلفہ کا حال نہ پوچھیں، وہاں صرف کوئی چار چار فٹ کے ٹاٹ/ چٹائی کے پردے ایک لائن میں علیٰحدہ کرنے کی خاطر لگائے جاتے مگر لیٹرینیں گہری نہ ہوتیں بلکہ جنہیں فوجی زبان میں Shallow Trench Latrine کہتے ہیں وہ ہوتیں مگر ان میں پانی کا بالکل کوئی بندوبست نہ ہوتا، ہم لوگ اپنے اپنے لوٹے اُٹھائے ایک نلکا جو (خدا جھوٹ نہ بلوائے) کم ازکم سوڈیڑھ سو حاجیوں کے لئے ہوتا وہاں لائن بنا کر پانی لیا کرتے تھے۔

(۴) اگر چہ حج کے سفر اور مدینہ منورہ کے لئے بسیں چلا کرتیں مگر جہاں تک میرا تعلق ہے سوائے منٰی سے عرفات شریف تک بس پر سفر کٹا باقی بفضلہٖ تعالیٰ ان دو قدموں کے مرہونِ منت ہی رہا۔

(۵) زیارات خواہ مکہ معظّمہ کی ہوں یا مدینہ منورہ کی سب ماشاء اللہ پیدل ہی کی جاتی رہیں یہاں تک کہ غارِ حراء اور غارِ ثور کے اندر جا کر با قاعدہ دو دو نوافل بھی ادا کرنے کی سعادت حاصل ہوگئی۔

(۷) ''خود میاں مٹھو'' والی ضربِ مثل اگر میرے قصے میں سمجھ لیں تو آپ کی مرضی مگر میں خود اب حیران ہوں کہ یہ سب کچھ ان دُبلی پتلی ٹانگوں نے اُن دنوں کیونکر بجالایا۔ شاید وہ وارفتگی کی وجہ سے ہوا۔ یا تندرستی اور ہمت کی وجہ سے۔ یا اس میں کسی قدر کنجوسی کا عمل دخل ہوگا۔ مگر یوں صرف میرا وطیرہ ہی نہ تھا بلکہ عام لوگ بھی اسی طرح پیدل ہی اُن دنوں چلا کرتے تھے۔ تاہم اس کی جو بھی وجہ ہو مگر وہ خصوصی طور پر روز بروز والی ڈائری میں بیان کرنے سے اپنی کہانی میں دلچسپی پیدا کرنا مقصود ہے، تا کہ قارئین کرام ڈائری کے اندر بھی جھانک کر دیکھیں۔ ان اسفار یا کیفیات کی ذرا یہاں وضاحت کی جاتی ہے:۔

(الف) مسجد بلال جو موجودہ بادشاہ کے محل (جو بیت اللہ شریف کے تقریباً شمال پر بنا ہوا ہے) اس کے پیچھے والے پہاڑ پر جو مسجد بلال بنی ہوئی ہے، جہاں شق القمر والا واقعہ بھی ہوا تھا

اُس مسجد تک پیدل جا کر نماز پڑھنے کی توفیق بھی ہوئی۔

(ب) مکہ معظّمہ اور مدینہ کے گرداگرد جو بھی مشہور و معروف مساجد یا اہم مقامات تھے وہاں بھی اسی طرح پیدل سفر ہوتا رہا مثلاً حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کنواں بھی پیدل چل کر دیکھا۔ اِسی طرح غارِ ثور اور غارِ حراء پر بھی گیا۔

(ج) مدینہ منورہ کے اس پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر خندق کے نشانات اپنی ان دو آنکھوں سے دیکھے جس پہاڑ پر آج کل فوج کی چوکی ہے۔ اور وہاں جانے کی کسی کو اجازت نہیں۔ یاد رہے کہ اُن دنوں مدینہ منورہ یعنی مسجد نبوی کے گرداگرد تو ذرا اُونچے مکانات وغیرہ تھے مگر اُس سے ہٹ کر سب جگہ یا تو باغات تھے، نہیں تو چٹیل میدان اس لئے یقین جانیں بندہ نے باقاعدہ دبی ہوئی زمین کی لائین اُس پہاڑ سے لے کر جبلِ اُحد تک اپنی ان گنہگار آنکھوں سے دیکھیں۔ جس کے گرداگرد جنگِ خندق لڑی گئی۔

(ہ) کھانے سے متعلق یہ بتاتا چلوں کہ نہ مجھے اس کے پکانے کا سلیقہ تھا اور نہ ہی دیسی کھانے کے ہوٹل میسر تھے، اس لئے چاروناچار روکھا سوکھا کھا کر گزارا ہوتا رہا۔

(و) مسجد نبوی کے اندر آج کل والی قالین کہاں بچھی تھیں، سوائے ریاض الجنۃ کے اور اس کے گرداگرد۔ جبکہ مسجد کے دروازوں سے لے کر مسجد تک سیمنٹ/ ٹائلوں کی روشیں سی بنی تھیں۔ جن کے اوپر کوئی چھت وت نہ تھا اور ان روشوں کے درمیان چوکھٹے سے بن گئے تھے جن پر بجری/ ریت وغیرہ بچھی ہوا کرتی۔ جس پر بعض دفعہ کبوتر بھی اترا کرتے چنانچہ بعض دفعہ ہمیں جگہ کی تنگی کی بنا پر اُن چوکھٹوں کی بجری پر اپنی جاءنمازیں بچھا کر نماز پڑھنی پڑتی۔

(ز) میرے لئے ایک نہایت تکلیف دہ امر یہ تھا کہ مسجد نبوی کے اندر مواجہہ شریف کے اطراف چوکور کمرہ سا بنا ہوا ہے اور جہاں تک جو دو یہودیوں نے سُرنگ کھودی تھی۔ جس کے انکشاف پر، ان کافروں کے سر اُس اللہ والے نے اپنے پاکیزہ ہاتھوں سے قلم کئے تھے) سننے میں آتا ہے کہ آئندہ بچاؤ کی خاطر اس گورنر نے 20/20 فٹ گہری کھدائی کروا کر اس

میں سیسہ پلائی دیواریں کھڑی کروادی تھیں جن کے اوپر بیان شدہ چوکور کمرہ بنا ہوا ہے۔اس کی چھت جو تقریباً 10/12 فٹ اونچی ہے وہاں سیاہ مخملی سنہری تاروں کے ذریعہ جس پر قرآن حکیم کی آیات وغیرہ لکھی ہوئی تھیں اور جو زیادہ نہیں تو کم از کم تین چار سو سال پرانی ہو چکی تھیں ان کے چیتھڑے سے لٹک رہے نظر آتے تھے۔(اُن دنوں جالی سے لَحد تک کوئی دیوار وغیرہ نہ ہوا کرتی تھی۔اس لئے جالی کے سوراخوں سے وہ پردہ کھلی آنکھوں سے دیکھا جا سکتا تھا)

بعض لوگ اس پردے کو نہ بدلنے کی وجہ یہ بتاتے تھے کہ اس طرح کمرے کی چھت پر مجبوراً چڑھنے سے مرقدِ مبارک کی ہتک یعنی بے حُرمتی ہونے کے امکان کو رد کرنا مقصود تھا۔

واللہ اعلم

ڈائری

آغازِ سفر

04-02-1968 بمطابق ۴ ذی قعدہ ۱۳۸۷ ھجری (بروز اتوار)

(۱) آج بفضلہٖ تعالیٰ خیبر میل پر صبح نو بجے حج کے مبارک سفر پر لاہور سٹیشن سے روانہ ہوا۔

(۲) مندرجہ ذیل افراد سٹیشن پر الوداع کی خاطر آئے۔

الف: بڑے بھائی جان بمع بال بچے (یعنی مرحوم کرنل محمد اشرف)

ب: چھوٹے بھائی، بمع بال بچے (یعنی خواجہ محمد اصغر پرے)

ج: بھائی جان اسلم بمع بال بچے (یعنی مرحوم کرنل محمد اسلم جو اپنے خالہ زاد بھائی ہیں)

د: جناب راجہ نصیب صاحب بمعہ بال بچے (ایک دوست جو گوجر خان کے ہیں اور سپورٹس کی دکان انار کلی میں کرتے تھے)

ہ: جناب راجہ مبارک صاحب بمع بال بچے (یہ ان نصیب کے بھائی ہیں)

و: جناب میجر فاروق بمع بیگم (جماعت اسلامی کے فین جو مجھے ایک بار مولانا مودودی کے پاس لاہور کسی مسجد میں اتوار کو لے گئے تھے)

ز: یونس، صوبیدار میجر (ریٹائرڈ) (میرے پھوپھی زاد بھائی)

ح: جناب نور محمد صاحب، جناب حاجی صاحب (اب مجھے یاد نہیں کہ یہ کون سے اصحاب ہیں)

05-02-1968 آمدن کراچی

(۱) آج صبح 6:55 پر کراچی پہنچنا ہے۔

(۲)صمصام (خالہ زاد بھائی) سٹیشن پر موجود تھا۔ٹیکسی پر گھر آئے۔
(۳)ناشتہ کے بعد حج دفتر گئے۔پچاس فیصد کام ہوگیا۔باقی کاغذات کل ملیں گے۔
(۴) گاڑی (یعنی ریل گاڑی) پر جناب عبداللہ صاحب جو شاہ عالمی میں پنساری کی دکان کرتے ہیں،ان کے ساتھ سفر کٹا، آپ نے رحیم یار خان سے کسی بھائی بند کے ذریعے لایا ہوا شام کا کھانا کھلایا۔آپ کا معلم ''عمر'' ہے۔
(۵)حج کے کاغذات بنوانے حج دفتر گیا۔(اُن دنوں پورے پاکستان میں صرف یہی ایک حج دفتر ہوا کرتا تھا)

06-02-1968(بروز منگل)

(ا) آج صبح دس بجے کے قریب مرحوم ننھی کی قبر پر گئے (جو 1962/63ء میں جب میں 6 بلوچ ملیر چھاؤنی میں تھا،فوت ہوئی،اس کی قبر ملیر قبرستان میں ہے)
(۲)جناب میجر منہاس صاحب (جو 1965ء کی لڑائی میں میرے ساتھ للیانی نزد قصور (ای ایم ای) میں تھے اور اس وقت انتہائی پیر پرست تھے، ننگے پاؤں بس / گاڑی سے ایک نہر کے ذریعے جہلم کے قریب اُن کے آستانہ جایا کرتے اور کہتے تھے کہ میرے پیر نماز پڑھا کرتے جبکہ ہم مرید باہر مسجد بیٹھے رہتے۔تاہم بعد میں انہیں ہوش آ گیا اور نارمل سے بن گئے تھے)انہوں نے آج کھانے پر مدعو کیا تھا۔
(۳)آج تمام کاغذات حج کے مل گئے، کل 123 پاؤنڈ ملے ہیں جن کی قیمت 1500 روپے بنتی ہے (گویا ان دنوں ایک پاؤنڈ صرف 12 روپے یا ذرا سے اس سے اوپر کا ہوا کرتا تھا)(یہاں یہ بھی بتا تا چلوں کہ ان دنوں ریال بھی سوا ایک روپے کا ہوتا تھا)

07-02-1968 (بروز بدھ) آج جناب سلطان محمود صاحب نے رات کے کھانے پر مدعو فرمایا۔دن بھر کے وقت اچانک وکٹوریا سٹریٹ میں ان سے ملاقات ہوئی۔دوپہر تک ان کے دفتر میں بیٹھے رہے (یہ کون صاحب ہیں، ملاحظہ فرمائیں، یہ بڑی بدحالی میں راجہ

برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ حساب میں بہت لائق فائق تھے اس لئے گرمیوں کی چھٹیوں میں بندہ ان سے ریلوے پُل کے نیچے گاڑوں کے قریب یعنی جو پہاڑیاں سی ہیں وہاں دن بھرانکے واسطے سے میٹرک کی تیاری کی خاطر پڑھتا رہتا تھا۔ یہ بھاری بھرکم جُسہ کے مالک پولیس میں انسپکٹر کے طور پر کراچی میں متعین تھے۔ رشوت خوری کے عادی تھے، یہاں تک کہ مجھے انہوں نے کہا کہ میں تو ایک سگریٹ کی ڈبی بھی رشوت میں قبول کر لیتا ہوں۔ نہایت ہنس مُکھ اور دبدبہ والے انسان تھے۔ میں نے ایک دفعہ کھانے پر بلایا اور مجھے بخوبی علم تھا کہ اکیلے نہ آئیں گے، چنانچہ رات کو یہ کم از کم بارہ چودہ لوگ ساتھ لیکر آن دھمکے، مگر ہمیں اچھی طرح ان کی عادت معلوم تھی اس لئے کوئی دقت نہ ہوئی)۔

بحری جہاز کا سفر

08-02-1968 بمطابق ۸ ذی قعدہ ۱۳۸۷ھجری (بروز جمعرات)

(۱) آج بوقت 17:05 بجے بفضلہٖ تعالیٰ کراچی سے سفینۂ حجاج پر سوار ہو کر جدہ کے لئے روانہ ہو پڑے۔ الوداع کے لئے صمصام افضل بمعہ فیملی، جناب ضیاء الدین جو (صمصام کے بہنوئی تھے وہ) اور ان کی بیگم جن کا نام ثریّا تھا بھی آئے۔ کیبن نمبر B-11/L-1 پر سامان رکھا۔ بعد میں D-25/L-1 کیبن پر جگہ دے دی گئی۔ چلتے ساتھ ہی نزلہ کی شکایت اور گلا خراب ہو گیا۔ مگر بار بار غرارے شروع کر دیئے، نیز سلطان محمود کی خرید کی ہوئی دوائی (کالنٹین Callin Tine) بھی زیرِ استعمال رہی۔

(۲) رات عشاء کی نماز 20:15 پر ہوئی، آ کر فوراً ہی دراز ہو گیا۔ نیند کوئی ساڑھے نو بجے ہی آئی۔

09-02-1968 بمطابق ۹ ذی قعدہ ۱۳۸۷ھجری (بروز جمعۃ المبارک)

(۱) 09:30 بجے فرسٹ اور سیکنڈ کلاس کے مسافروں کو عرب کے تین نمائندوں نے جو جہاز میں سفر کر رہے ہیں، پاسپورٹ پر ویزوں کی مُہر لگائی۔ اور ساتھ ہی جدہ اُترنے کا اجازت

نامہ Pilgrim Exit Card دیئے۔

رات دو بجے ہی آنکھ کھل گئی، پھر ممکن ہے تہجد کے بعد کچھ سویا ہوں۔

(۲) آج صبح کی نماز 06:30 بجے ہوئی۔ اعلان ہوا کہ جمعہ نہیں ہوگا۔ زکام اور گلا خرابی کی بیماری لاحق ہے، ڈاکٹر سے دوائی لی ہے۔

08:00 بجے:۔ کس قدر کالا ہے پانی، روشندان سے خوب نظارہ بنتا نظر آتا ہے۔ جہاز بہت ہی کم ڈگمگاتا ہے۔ سبحان اللہ۔

میرے فرسٹ کلاس کیبن کی سہولتیں

(۱) پنکھا، Air condition یعنی AC ہے مگر میرے کمرے کا کام نہیں کرتا۔ ضرورت بھی قطعاً نہیں، آج رات ایک کمبل کی سردی البتہ تھی۔

(۲) Wash Basin ٹھنڈا اور گرم پانی مہیا ہے۔ نیز بحری جہاز میں کھانا اور اس کے اوقات کا چارٹ۔

(۳) بجلی کے کئی قمقمے۔

(۴) الماری، پلنگ، سرہانہ، چادر، ڈریسنگ شیشہ والا، کرسی ایک عدد، ایک علیحدہ ٹیبل، پانی کا جگ، گلاس، تولیہ، صابن، دروازے پر پردے آویزاں ہیں۔

(۵) کھانے کے اوقات اور کیا جہاز میں کھانا ملتا تھا کے لئے دیکھیں چارٹ نمبر ا پر۔

ابھی ابھی کرنل اکرم سے ملاقات کر کے آ رہا ہوں (یہ جہلم کے رہنے والے تھے) وہ بمع فیملی یعنی بیوی کے حج پر تشریف لے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کا اور میرا حج قبول فرمائیں، آمین

10-02-1968 (بروز ہفتہ)

(۱) گھڑیاں آدھ گھنٹہ پیچھے کر دی گئیں (Retarted by 30 min) کافی فاصلہ پر ایک جہاز نظر آیا۔ پھر اب کافی خشکی مغرب کی جانب نظر آئی۔ جو بالکل قریب ہے۔ قریباً یہی

کوئی پانچ سات میل کے فاصلہ پر ہوگی۔نقشہ دیکھنے سے شاید کہ یہ HADRAMAUT (حضر موت) کا ساحل ہے۔ہم اس وقت بحیرہ عرب میں ہیں۔عدن سے پیچھے Gulf of Aden میں داخل ہونا ہے۔Strait of Mandab (راس المندب) (نہیں پڑھا جاتا) راستہ راس المندب سے گزرنے کے بعد Red Sea میں پڑ جائیں گے۔

09:30 to 10:15AM:۔ابھی ابھی سارے جہاز کے عرشہ تک چکر لگا کر آیا۔قاضی عزیز الدین جو مشرقی پاکستان کے ہیں، Postal Audit سے 38 سال نوکری کے بعد پنشن پر ہیں، سے ملاقات ہوئی۔ یہ سفینۂ عرب پر یکم فروری کو چٹا گانگ سے بیٹھے تھے۔ 8 تاریخ صبح آٹھ بجے کراچی پہنچ کر ایک بجے اس جہاز پر سوار ہوگئے۔۔ کہتے ہیں کہ قلیوں نے پانچ روپے لئے، حالانکہ کمپنی نے قلیوں کا خرچ لیا ہوا ہے۔باقی مشرقی پاکستان کے تمام یا زیادہ تر حاجیوں کو ایک خاص جہاز کے حصے میں جگہ ملی ہے، جس پر چار پائیاں اوپر نیچے لوہے کی ہیں جو فکسڈ ہیں۔کولمبو میں 22 گھنٹے ان کا جہاز رکا مگر سوائے عملہ کے کسی کو اترنے کی اجازت نہ تھی۔ پاخانے وغیرہ کا بندوبست بہت کم ہے عرشہ والوں کے لئے۔البتہ غسل خانے کافی نظر آئے مجھے۔عرشہ والوں کا کھانا میں نہیں دیکھ سکا۔

10:40۔اب ایک جزیرہ جس پر اچھی خاصی پہاڑیاں ہیں، شمال مشرق کو نظر آیا، مغرب کی طرف تو اب ساحل اور کئی جزیرے متواتر شام تک نظر آتے رہے ہیں۔یہ بہت قریب ہیں۔

جہاز کے متعلق وسیع معلومات

10-11-05،اس چکر میں مندرجہ ذیل انکشافات ہوئے۔

(۱) جہاز کا عملہ (Crew) 300

(۲) مسافر 2500

(۳) ڈیک سے لیکر فرسٹ کلاس تک سب کا کھانا جہاز کے پچھلے حصے میں پکتا ہے۔ڈیک

والوں کو تندور کی روٹی اور فرسٹ سیکنڈ والوں کو توے کی۔ فرسٹ / سیکنڈ کلاس کا کھانا ایک ہی ہے۔

گوشت فریزر میں پڑا رہتا ہے۔ دودھ ڈبوں کا استعمال ہوتا ہے، کھانا پکنے کے بعد عملہ ہر ڈیک میں پتیلوں میں لے جاتے ہیں۔ باورچیوں کی تنخواہ ڈھائی تین سو بلکہ زیادہ بھی ہے۔ کھانا پہنچانے والے ویٹرز کی تنخواہ 165 روپے ہے۔

(۴) عملے کو چوتھے جہاز کے حاجیوں کے ساتھ حج کی اجازت ہے۔ جہاز جدہ میں کوئی 22 دن ٹھہرتا ہے۔ اسے صرف حج کے دوران چلاتے ہیں، بعد میں ایک کرو کے کہنے کے مطابق نہیں۔

(۵) پرندے بگلوں جیسے مگر گردنیں چھوٹی جو صبح سے جہاز کے دائیں بائیں پیچھے پھر رہے ہیں۔ جھپٹا لگا کر کھاتے ہیں مچھلیاں یا جہاز کا پھینکا ہوا کھانا۔

DTG-08:40/11-02-1968 (D سے Date، T سے Time، G سے Group)

(۱) گزشتہ رات کا کھانا خوب تھا، پائے (چھوٹے)، مچھلی (گلی ہوئی) مسور کی ثابت دال۔

(۲) کل دن بھر سخت سر کا درد رہا۔ نماز میں جھکنے سے درد زیادہ ہوتا۔

(۳) تہجد آج سوا تین بجے پڑھی، بعد میں نیم خوابیدہ حالت میں بُرا سا خواب دیکھا (بیگم سے متعلق) پریشان ہوا کہ کیا معاملہ ہے۔

جہاز کا اوپر والا ڈیک

آج صبح چاشت تک اس خیال میں تھا کہ ڈائری میں آج کچھ لکھنے کا مواد نہ ہوگا۔ مگر چاشت کی نماز کے بعد باوضو جب میں ناشتہ کے بعد اوپر والے ڈیک میں کچھ عرصہ باہر سمندر کا نظارہ لے رہا تھا تو خیال آیا کہ چلو ساتھ ہی جو فرسٹ کلاس کے مسافروں کی آرام گاہ ہے، جہاں پر کافی صوفے پڑے ہوئے ہیں وہاں چل کر کچھ آرام کروں، وہاں

پہنچنے پر ایک کونے میں امیرُ الحج حضرت مولانا غلام حبیب صاحب خطیب دارالعلوم حنفیہ چکوال ضلع جہلم چٹائی پر بیٹھے ہوئے دیکھے جن کے گرد ایک حلقہ سا بنا ہوا تھا۔ میں نے وقت کا صحیح مصرف اسی میں سمجھا کہ میں بھی اس حلقے میں داخل ہو جاؤں وقت کوئی گیارہ کے قریب ہوگا۔ اس وقت کچھ عرصہ جناب پیر صاحب کی بات چیت سنی۔ اس کے بعد بنگالی بھائی کو بیعت ہوتے ہوئے دیکھا تو مجھے ان کا مسلک یعنی حنفیہ نقشبندیہ بہت پسند آیا۔

رُوح پرور بیعت

بیعت وہ بس یہی لے رہے تھے کہ بندہ توبہ تائب ہو کر آئندہ اسلام کے ہر ایک ارکان پر درست طریقے سے چل پڑے۔ مجھے کئی سالوں سے کسی کامل پیر کی تلاش چلی آتی تھی۔ حضرت پیر صاحب کی personality (شخصیت) نہایت وجیہ، عمر کوئی قریباً ساٹھ سال، بال تمام سفید، چند بھنوؤں کے بال کالے ورنہ وہ بھی سفید، رنگ زیادہ تر سُرخی مائل سفید، قرأت بلند اور شیریں، چہرے سے نور ٹپکتا نظر آتا ہے۔ آج جو میں نے یہ عالم دیکھا اور سوچا کہ حج کے لئے جا ہی رہا ہوں اور اتنے عرصہ سے پیر کامل کی تلاش ہے، جب وہ تمام شرائط والا بھی جو اپنے دل میں ایسی ہستی کے بارے میں سوچ رہا تھا سامنے موجود ہے تو کیوں نہ اس بحرِ بے کراں سے مستفید ہو کر ایک اہم سنت کو پورا کرلوں، چنانچہ یہ سب کچھ سوچ سمجھ کر دو ایک منٹ مزید ٹھہرنے کے بعد اپنے آپ کو جناب پیر صاحب کے سامنے بیعت کے لئے پیش کر دیا۔ آپ نے مندرجہ ذیل اوراد/اذکار/افعال کی تعلیم دی۔

(الف) ذکر قلب (اللہ اللہ قلب سے)

(ب) مراقبہ (ہر روز کم از کم آدھا گھنٹہ)

(ج) قرآن کی تلاوت۔ ایک نہیں تو آدھا پارہ روزانہ۔

(د) استغفار 100 بار

(ر) درود شریف 100 بار

پھر ایک دو مسائل کے بارے میں خود پوچھا اور دوسرے سے گفتگو کرتے ہوئے جناب پیر صاحب سے سنا۔

(۱) تبلیغی جماعت کے زیادہ تر اصحاب غلو میں مبتلا ہیں (کسی کا سوال)

(۲) احرام کی چادروں کا بہترین مصرف؟ (خود ایک سوال)

جواب:۔ کفن

(۳) اشراق کی نماز سے پہلے۔ اگر حاجات ضروریہ کر لی جائے تو مضائقہ تو نہیں؟ (اپنے سوال کے جواب میں) نہیں۔

(۴) لسانی ذکر سے قلب ٹھنڈا ہوتا ہے۔

قلب کے ذکر سے حرارت پیدا ہوتی ہے، جو تمام دینی کاموں کے لئے محرک ہے۔

(۵) قرآن کریم کی تلاوت ضروری ہے۔ (جو انہوں نے خود درمیان گفتگو فرمایا) معانی و تدبر بعد میں ہیں (میرے سوال کے جواب میں)

(۶) رضائے الٰہی مقصود و مطلوب ہے۔ پھر شریعت کے احکام، طریقت شریعت کا نچوڑ ہے۔

DTG11-21:30 باوجود کوشش کے ذکر قلبی چند منٹوں کے نہ ہوسکا۔ البتہ باقی تین چیزیں کر لی ہیں۔ مراقبہ (جز ''ب'' تو پیر صاحب کے ساتھ ہی ہو چکا تھا۔ اب کل نو بجے پھر چند اصحاب کی بیعت ہو رہی ہے، جس پر بندہ کو بھی جناب پیر صاحب نے مدعو فرمایا ہے۔

آج خلافِ معمول پیر صاحب کے ساتھ مسجد میں بعد نماز عشاء کچھ وقت کے لئے بیٹھا رہا۔ اب ان کو الوداعی سلام کر کے آ رہا ہوں۔

مچھلیاں

آج پہلی دفعہ میں نے اپنی آنکھوں سے مچھلیاں شام کے وقت دیکھی تھیں۔

تصحیح: جہاز کے عملے کے علاوہ کھانے کا ٹھیکہ، ہوٹل والے کسی کو دیا ہوا ہے، ہوٹل کے ملازم دورانِ حج وہیں ٹھہرتے ہیں۔

12-021968

DTG-07:30۔آج پھر گھڑی آدھا گھنٹہ پیچھے کی گئی، گویا اب کراچی سے ڈیڑھ گھنٹہ گھڑی پیچھے ہے۔

خواب: گذشتہ رات پھر خواب دیکھا۔اب بھائی جان (یعنی میرے بڑے بھائی کرنل محمد اشرف مرحوم) کے بارے میں تھا۔انہیں معاذ اللہ مجروح اور انتہائی غنودگی کی حالت میں کسی Stretcher قسم کی چیز پر لٹا کر باہر کسی مکان سے لے جاتے دیکھا مگر جونہی مکان سے باہر گئے، میں نے ان کو اچھی خاصی حرکت کرتے ہوئے پایا جس سے دل کو کسی قدر تسلی ہوئی اور پھر آنکھ کھل گئی۔

ڈیک کا ایک مسافر راہیِ ملکِ عدم ہوا، جنازہ تیار ہے۔

عدن

DTG-12:30عدن کی بندرگاہ سے کوئی آٹھ نو میل دور جہاز کوئی گیارہ بجے گزرا، تیل کا کارخانہ سامنے نظر آتا تھا۔عدن کی بندرگاہ میں جہاز نیز کافی ساری عمارتیں دکھائی دیتی تھیں۔اُسی وقت تین جیٹ طیارے غالباً یمن کے ہوں گے جہاز پر Dive(غوطہ زنی) کرتے ہوئے عدن کی طرف چلے گئے۔غالباًFighter(لڑاکا) جہاز تھے۔

DTG-21:30آج چاشت کے بعد سوا نو سے کوئی سوا گیارہ بجے تک جناب پیر صاحب کی صحبت اختیار کی۔بفضلِ تعالیٰ اپنے پیر و مرشد کے عقائد کی پختگی کا یقین ہو گیا۔مندرجہ ذیل کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ بعد کے من گھڑت طریقے ہیں سوئم، چافتہ، چالیسواں، گیارھویں، کھانے پر ہاتھ کھڑے کر کے درُود وغیرہ۔

مراقبہ شام کے پندرہ منٹ میں ذرا لطف آیا۔

13-02-1968 بمطابق ۱۳ ذی قعدہ ۱۳۸۷ ھجری

صف اول 18:15 بجے اگرچہ کل سے پہلے بھی جماعت میں حتی الامکان اگلی صف میں پہنچنے کی کوشش ہوتی تھی مگر زیادہ تر محرومی کا منہ دیکھنا پڑتا۔ چنانچہ کل سے ایک گھنٹہ بلکہ صبح کی نماز کے لئے ڈیڑھ گھنٹہ پہلے ہی مسجد میں پہنچ کر پہلی صف میں بفضل تعالیٰ پہنچا سوائے ظہر کے۔ وجہ اس کی معقول ہے۔ ظہرانے کے بعد قیلولہ سنت ہے۔ اسے ترک نہیں کرتا، اس لئے اللہ تعالیٰ معاف کرے اور ثواب میں تخفیف نہ فرمائے۔

ایک مسئلہ جناب پیر صاحب (جنہیں میں نے ڈائری میں پیر و مُرشد ہی لکھا تھا) نے فرمایا کہ اگر مسجد نمرہ جو عرفات کے میدان میں ہے، اس میں جو ظہر اور عصر کی نمازیں یکے بعد دیگرے جماعت کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں اس میں کوئی حاجی شریک نہ ہو سکے امام ابو حنیفہ کے نزدیک تو اپنے خیمے پر یہ دونوں نمازیں عام وقتوں کے مطابق پڑھے۔ ملائے نہ آپس میں۔

DTG 12:15 بجے۔ آج پھر نو سے گیارہ تک نشست رہی۔ ناخن تراشنا بطریقِ سُنت سیکھا اور یہ بھی سُنا کہ ہر نماز کے بعد چاروں قُل کی سُورتیں اور ''اذا جاء'' پڑھی جائیں تو بدن بیماریوں سے بفضلِ تعالیٰ محفوظ رہتا ہے۔

رُوح پرور، قربانی

پیر صاحب کے بقول چونکہ ہر عبادت کا لاکھ گنا ثواب ہے۔ اس لئے یہیں پر عام سالانہ قربانی بھی زائد دی جائے تو مُفت کا لاکھ گُنا ثواب حاصل ہو۔

احرام

DTG-18:00۔ آج جہاز کی گھڑی کے مطابق (جو دو گھنٹے پاکستان سے پیچھے ہے) یلملم سے گزرتے وقت احرام باندھنا ہے۔ کل سے بدن کی صفائی ناخنوں تک ہو رہی ہے۔ چونکہ

غسل افضل ہے اس لئے میری یہ کوشش ہوگی کہ بعد نماز عشاء غُسل کرلیا جائے۔

رفتار آبی پرندہ

جو عام آبی پرندے سمندر میں پائے جاتے ہیں (ساحل کے قریب) اُن کی رفتار میرے اندازے کے مطابق کوئی 20 ناٹ فی گھنٹہ ہے۔ جہاز کی اوسط رفتار 18 ناٹ لکھی ہوئی ہے۔اور پرندوں کو اس سے تیز پایا۔

دعائیں

طواف کی سب دعائیں آج ماشاءاللہ یاد ہوگئی ہیں۔ ماسوائے چھَٹی دعا کے آخری چند الفاظ کے۔ انشاءاللہ وہ بھی مزید رٹنے کی کوشش جاری رہے گی۔

جَدّہ

DTG-16:00۔آج صبح کوئی ساڑھے نو بجے اپنا جہاز ارضِ مقدس کے ساحل پر لگا۔ جدہ میں جہاز کے اندر ہی کوئی دو گھنٹے بیٹھنا پڑا۔ کیونکہ بِھیڑ اتنی زیادہ تھی کہ کھڑے کھڑے اکڑ ہی جاتا۔ آخر میں بھی کوئی آدھ گھنٹہ قطار میں کھڑا رہ کر موقع ملا اُترنے کا۔

کسٹم

دوسرا بڑا کٹھن مرحلہ کسٹم سٹینڈ میں سامان تلاش کرنے کا ہے۔ہمیں یہاں آئے ہوئے کوئی تین گھنٹے ہو چلے ہیں۔ پہلے تو میں نے بھی ایک دو چکر سامان ڈھونڈنے کی خاطر لگائے مگر دیکھا کہ یہ حماقت کے مترادف ہے۔ کیونکہ گاڑیاں بھری ہوئی دھڑا دھڑ چلی آرہی ہیں۔اور لوگوں کا مجمع اس قدر ہو رہا ہے کہ تِل دَھرنے کو جگہ نہیں ملتی۔

حاجی کیمپ

شام بعد نماز مغرب ہی کسٹم شیڈ سے حاجی کیمپ جو کوئی مشکل سے ایک ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر ہے، گئے۔ وہاں معلّم کی فیس کی چیک وکیل کو ادا کی۔ ذرا سردی ہی تھی۔ دیر بھی کافی ہوگئی سامان دوبارہ حاجی کیمپ میں تلاش کرتا رہا۔ اس لئے کچھ گھنٹے ہی سویا ہونگا۔ صبح تہجد و نماز مسجد میں پڑھی۔

مکہ مکرمہ

(۱) وقت یہاں مغرب کو ۱۲ بجے سے شروع ہوتا ہے۔ یہاں پر صبح تہجد کی بھی اذان ہوتی ہے۔ وقت صبح کوئی سوا دس بجے صبح کی اذان سوا گیارہ بجے باقی سب نمازں کا وقت مندرجہ ذیل ہے۔

صبح 11:30، ظہر 18:30، عصر 22:00، مغرب 12:00، عشاء 01:30

(۲) بس والوں نے کافی لیت ولعل کے بعد دوپہر کے وقت بس چلائی۔ وجہ یہ تھی کہ بس ۵۵ مسافروں کے لئے تھی اور ہم لوگ (صحیح پڑھا نہیں جا رہا۔ غالباً ہم لوگ کم تھے۔ شاید میں نے ۴۶ لکھا تھا۔ جو مٹ گیا ہے)۔ چنانچہ حکومت کے نمائندے چالان نہیں کاٹتے تھے۔ چنانچہ پاکستانی نمائندوں کو جو حج کے مسائل حل کرنے کی خاطر جدہ مقیم ہیں، رپورٹ دی گئی۔ انہوں نے کافی زور لگایا تب جا کر بس چلی۔

(۳) یہاں بخشش مانگنے کا بُرا رواج عام ہے۔ ڈرائیور نے خود مجھے کہا اشاروں سے کہ مسافروں سے بخشیش مانگی جائیں۔ اسی طرح سرکاری قُلی جنہیں حکومت تنخواہ دیتی ہے وہ بھی یہ چیز طلب کرتے دیکھے گئے۔ سعی کرانے والا معلم کا نمائندہ بھی۔

(۴) مکہ شریف میں کئی معلم ہیں۔ لوگ زیادہ تر تنگ ہیں ان سے، ان کا رویہ کوئی خاص ہمدردانہ نہیں۔ بس اپنے پیسے بٹورنے کی فکر میں رہتے ہیں۔ چاہتے ہیں کہ ہمارے اپنے

مکان لگ جائیں۔ جو عام طور پر تنگ و تاریک اور نیچے اوپر کئی منزلوں پر مشتمل ہیں۔ 6/7 منزلیں عام ہیں۔اب فلیٹ بن رہے ہیں۔

عُمرہ

عمرہ بعد نماز ظہر کیا۔

طواف

طواف کا حساب چارٹ نمبر۲ میں دیکھیں۔

تنخواہ

آج ایک ڈاکخانے کے ملازم سے بات چیت کا اتفاق ہوا۔اس کی تنخواہ ۵۰۰ ریال تھی۔ نیچے والے طبقے کی تنخواہ خاصی اچھی ہے۔اُسی سے فوجی افسروں کی تنخواہ کا پتا چلا۔(بعد میں 18 فروری کو ایک عرب سیکنڈ لیفٹیننٹ سے تنخواہ اور پرموشن کے بارے میں پوچھا۔

عہدہ	سیکنڈ لیفٹیننٹ	لیفٹیننٹ	کپتان	میجر	لیفٹیننٹ کرنل
تنخواہ	1000ریال	1365	2400	3000	4000
سروس درکار		6سال	10سال	13سال	2 0سال(غالبًا کیونکہ صحیح پڑھا نہیں جاتا)

راشن

نوٹ: یہ تو مجھے یاد ہی نہ رہا کہ ہمیں حاجی کیمپ کراچی میں اچھا خاصہ راشن یعنی آٹا کوئی ایک بوری، چاول غالباً20 سیر یا کچھ کم، دالیں شاید چینی گھی وغیرہ بھی ملا ہوگا مگر یاد بالکل نہیں رہا۔ راشن کی ایک بوری آٹا فی سبیل اللہ دے دی۔

جنازہ

حرم شریف میں ہر روز کسی نہ کسی نماز کے فوراً بعد ایک دو بعض دفعہ چار تک جنازے ہو جاتے ہیں۔ جنازے مقامِ ابراہیم کے آگے حجرِ اسود اور بابِ کعبہ کے درمیان مقامِ ملتزم کے نیچے رکھے جاتے ہیں۔ چار تکبیریں پڑھاتے ہیں۔ فرض نماز کے فوراً بعد جنازہ کی نماز ہوتی ہے۔ سلام صرف دائیں طرف پھیرتے ہیں۔

زیارت

آج مندرجہ ذیل مقاماتِ مقدسہ کی زیارت نصیب ہوئی۔

مسجد حلیمہ:۔ یہ بڑے بازار میں محلّہ جویریہ میں واقع ہے۔ کعبہ شریف سے شمال کی طرف چھوٹی سی بغیر چھت کے مسجد ہے۔ جس کے اوپر چھپر بازار والوں نے ڈالا ہوا ہے۔ پتھر اُس وقت کے ہیں۔ دیوار کوئی نہیں۔ صرف آگے ایک بڑا پتھر محراب کے لئے لگا ہوا ہے۔

پیدائش گاہ رسول مقبول ﷺ

یہ بھی شمال مشرق کی طرف ہے۔ محلّہ مولود النبی ﷺ میں واقع ہے۔ یہاں اب لائبریری بنی ہوئی ہے۔ مگر باہر کے لوگوں کے لئے ممنوع ہے (تاہم مجھے یاد ہے ہم نے باقاعدہ اندر جا کر دو نفل پڑھے تھے۔ ہمیں کسی نے نہیں روکا)

شُعب علی

یہاں نیچے زبیدہ نہر سے پانی بذریعہ موٹر نکال کر چھوٹے پائپوں سے سَقے پانی باہر لے جاتے ہیں۔ اوپر مسجد ہے جو بند تھی۔ جگہ کافی گندی سی ہے۔ اسے کوئی اہمیت حکومت نے نہیں دی۔ یہاں نہایت اہم مقام ہے جہاں سے حضور ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر لٹا کر

خود ہجرت پر تشریف لے گئے تھے۔ غالباً اوپر والا چھت یہاں مسجد کی نسبت ٹھیک ہوگا۔

مسجد بلال

جہاں اب مسجد بلال بنی ہے اس سے کوئی 50 گز دور شق القمر کا واقعہ بھی حضور ﷺ کا معجزہ ہوا تھا۔ یہ بیت اللہ شریف کے جنوبی طرف پہاڑ کے اوپر کافی اونچے مقام پر ہے (اسی مسجد کا ذکر میں نے کافی پہلے لکھا تھا)

20-02-1968

طواف / تلاوت

آج جناب پیر صاحب غلام حبیب نے بتایا کہ طواف صرف مکہ مکرمہ میں ہی ہے۔ دنیا کے کسی اور حصہ میں یہ سعادت نصیب نہیں ہوسکتی۔ اس لئے مکہ مکرمہ میں رہتے ہوئے طواف پر زور رکھنا چاہئے۔

روح پرور زیارات

آج ٹیکسی پر مندرجہ ذیل مقامات کی زیارت ہوئی۔ کل فاصلہ عرفات کا 25 کلومیٹر ہے۔ مکہ سے۔

مسجد خیف

(منیٰ) فاصلہ مکہ مکرمہ سے 6 میل قریباً 9 کلومیٹر۔ نماز چاشت دو رکعت ادا کی۔ اور جمرات کو دیکھنے جانا ہے۔ وادی جہاں 5 نمازیں ہونگی وہ بھی قریب ہی بتاتے ہیں۔ نوٹ:۔ (ایک روز سعادت جو اس بندۂ ناچیز کو اس وقت حاصل ہوئی وہ یہ تھی کہ بندہ نے عین اُس مقام پر نوافل پڑھے جہاں حضور ﷺ کا خیمہ لگا تھا)

مزدلفہ

منیٰ سے مزدلفہ آتے وقت راستے میں مذبحہ ہے۔ پھر مزدلفہ میں مسجد ہے جہاں حج کے دوران مغرب اور عشاء اکٹھی پڑھنی ہوں گی۔

مسجدِ نمرہ

عرفات میں ہے، جہاں ظہر اور عصر کی نمازیں اکٹھی پڑھی جاتی ہیں۔

حجۃُ الوداع کی جگہ

جبلِ رحمت کا علیٰحدہ ٹیلہ۔ یہاں ایک مینار سا اور مسجد بغیر چھت کے بنی ہوئی ہے۔

جبلِ رحمت

جہاں حضور ﷺ حجۃ الوداع کے وقت خیمہ زن ہوئے تھے۔

جمرات

یہ خاص منیٰ کے بازار میں سڑک پر ہیں۔

روح پرور صُحبتِ مُرشد

21-02-1968

آج جناب پیر صاحب کے ہاں حاضری دی۔ غیر حاضری کا گلہ نہایت مدبرانہ طور پر بغیر نام ظاہر کئے سنا، دو ایک اور مسئلوں کے بارے بھی ارشاد ہوا۔

(۱) زیادہ خرید و فروخت پر دل نہ لگایا جائے۔

(۲) تزکیہ نفس حضورﷺ کی امت کے لئے، دوسرے نمبر پر قرآن کریم میں کئی جگہ آیات سے ثابت ہے۔ جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی دعاؤں میں چوتھے یا پانچویں مقام پر تزکیہ نفس کی دعا مانگی۔

(۳) لمبی چوڑی دعائیں طواف میں کوئی مسنون نہیں۔ بغیر زبان ہلائے بھی طواف ہوسکتا ہے۔ بشرطیکہ حضوری قلب میسر ہو۔ ہاں رُکنِ یمانی کے آگے ''ربنا آتنا'' والی دعا مسنون ہے۔

(۴) جو تہجد کا پابند ہو، اور اس کی تہجد کسی دن رات کے وقت رہ جائے، وہ زوال تک تہجد پڑھ لے، بفضل تعالیٰ ثواب تہجد کا ملے گا۔

زمزم

آبِ زمزم کعبہ شریف کی طرف منہ کرتے ہوئے تین سانسوں میں پیا جائے (خود پیر صاحب کو گھر میں ہماری موجودگی میں پیتے ہوئے میں نے دیکھا) نیز زمزم سے استنجاء وغیرہ نہ کیا جائے۔

زیارات

مسجد جن: یہ مسجد منیٰ جاتے ہوئے حرم شریف سے کوئی ایک میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

جنتُ المعلیٰ

یہ اسی طرح کوئی دو تین فرلانگ دور جنتُ المعلیٰ ہے۔ کوئی قبر وغیرہ ظاہراً نظر نہیں آتی البتہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا و دیگر چند ایک اصحاب کی قبریں گیٹ بند ہونے کی وجہ سے نہ دیکھ سکا۔ (سنا ہے حضرت امداد اللہ مہاجر مکی کی قبر بھی یہاں ہے)

نشست در کعبہ مکرمہ

بقول حضرت پیرو مرشد حضورﷺ کی نشست کعبہ شریف کے رُکنِ یمانی والے کونے کے بالمقابل ہوتی تھی۔اسی پر پیر صاحب پورا پورا عمل کرتے ہیں۔

علالت

آج دوسرے دن سے جاڑہ کا درد ہے جس کی وجہ سے دائیں گال پر سوجن آ گئی ہے۔گلا بھی خراب ہے۔دوائی نہیں لی کوئی۔

لیکچر

آج ہم عشا کے بعد بادشاہ کے محل میں گئے۔جہاں اب ''رابطہ عالم اسلامی'' کا دفتر ہے۔ لیکچر دینے والے مدینہ یونیورسٹی کے Comparative Religion (مقابلہ ادیان) کے پروفیسر تھے۔خوب بور کیا،انہوں نے گھنٹہ بھر تک اگرچہ ایئرفون کا بندوبست تھا جس کے ذریعے اردو/انگریزی اور انڈونیشین زبان کا ترجمہ ہم تک پہنچتا تھا مگر ترجمان کمزور تھے۔

23-02-1968

طبیعت نادرست رہی دن بھر اس لئے نہ ہی معمول کے مطابق طواف کر سکا نہ ہی قرآن حکیم کی تلاوت کی۔حالانکہ جمعہ تھا عبادت کی زیادہ اہمیت اور تاکید ہے۔

مراقبہ

(ا) پرسوں سے روزانہ پیر حافظ صاحب کے ہاں صبح دو بجے مراقبہ کے لئے جاتے ہیں۔آج ان کا عنوان ''مقصدِ حیات'' تھا وعظ کا۔

(۲)مراقبہ کا وقت: (اگر چہ اپنی دیرینہ ڈائری میں مراقبہ کا وقت منٹوں میں لکھا تھا مگر اس کی چنداں نہ اہمیت ہے اور نہ ضرورت، اس لئے صرف اس قدر لکھ رہا ہوں کہ وہاں 24 فروری سے لے کر 5 مارچ تک مراقبہ کے اوقات جو عام طور پر 15 منٹ سے لیکر 30 منٹ تک ہوا کرتے درج تھے)

علاج

24-02-1968

کل باوجود خُدّام النبی کے ڈاکٹر کی چٹ لینے کے دوائی نہ لے سکا۔ وجہ یہ تھی کہ جمعہ کا دن تھا اور وقت کی قلت کے باعث دوائی لینے کا انتظار کئے بغیر چلا آیا۔ آج پاکستان مشن کے ڈاکٹر سے Terramicin/Pencilin وغیرہ کا ٹیکہ لگا، APC اور مکسچر لیا جس سے اللہ تعالیٰ نے شفا دے دی۔ ٹیکے تین دنوں تک متواتر لگواتا رہا۔

رمی جمار

25-02-1968

جمرہ عقبیٰ پر نشیبی طرف سے کھڑے ہو کر کنکری مارنا ہے اور جُمرہ عقبیٰ پر دعاء نہیں مانگنی۔ گویا کہ مکہ شریف بائیں طرف ہو اور منیٰ دائیں طرف کر کے وادی کے اندر سے کنکری ماریں (یہ بات جناب پیر صاحب نے بتائی اور کتاب حج، عمرہ اور زیارت کے مسائل وغیرہ تالیف سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ والی کتاب جو وزارتِ اسلامی امور و اوقاف و دعوت وارشاد مملکت سعودی عرب سے ملی اس سے تصحیح کی گئی ہے)

نماز قصر

وہاں کے موجودہ امام گیارہ میل سے زیادہ سفر کو سفر جان کر نماز قصر پڑھاتے ہیں۔ چنانچہ عرفات اور مزدلفہ میں یا تو حنفی امام کے پیچھے جماعت سے پڑھی جائیں نہیں تو علیٰحدہ پوری

چار چار رکعتیں اپنے خیموں وغیرہ میں ہی پڑھ لیں۔

تنازل

اس سے انسان معلم سے فارغ ہوکر اپنے پیسوں سے مدینہ جدہ وغیرہ جاسکتا ہے۔ سرکاری بسوں کی مصیبت جو مدینہ جاتے وقت پیش آتی ہے اُس سے نجات مل جاتی ہے۔ نیز سامان قلیوں کی طبع آزمائی سے بچ جاتا ہے اور جب چاہے مدینہ جا آسکتا ہے۔

غارِ حرا، جبلِ نور

آج بفضلِ تعالیٰ جبل نور جانے کا اتفاق ہوا۔ یہ کوئی تین میل کے فاصلہ پر ہے حرم شریف سے۔ پہاڑ کی چڑھائی کوئی ڈیڑھ میل کی ہوگی۔ غارِ حرا کی اہمیت وفوقیت کوئی ڈھکی چھپی نہیں، جہاں تک جبلِ نور کا تعلق ہے اس کے بارے میں یہ پتا چلا کہ وہاں پہلی بار حضور ﷺ کا شرحِ صدر ہوا تھا، تحقیق باقی ہے۔ (یہاں میں نے ڈائری میں کچھ نہیں لکھا کہ کتنے وقت میں بندہ وہاں پہنچا۔ پھر یہ بھی نہ لکھا کہ اسکے اندر باقاعدہ بیٹھ کر یا کھڑے ہوکر میں نے دو نفل ادا کئے تھے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ یوں میں نے کیا تھا۔ نیز یہ بھی یاد ہے کہ مجھے اُس وقت تھکاوٹ کا نام ونشان تک نہ ہوا)۔

مقامِ مُلتزِم

آج غالبًا پہلی دفعہ چاشت کی نماز یہاں پڑھی۔ بعد میں تینوں طوافوں کے بعد مقامِ ملتزم جو قبولیت دعاء کا مقام ہے ہاتھ / بازو رکھ کر خوب خشوع سے دعائیں مانگیں۔

بیتِ اُمِّ ہانی

مسجد حرام کے اندر اب حضور ﷺ کی پھوپھی کا مکان آ گیا ہے۔ چونکہ وہاں سے حضور پرنور

علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے معراج پر بلایا تھا۔اس لئے اس کے تقدس و یادداشت کے لئے ایک اونچا تھڑا سا بنا ہوا ہے۔ جہاں پر جاننے والے قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں۔ یا نفل وغیرہ پڑھتے ہیں (میں بھی بے شمار مرتبہ وہاں بیٹھ کر قرآن کریم پڑھتا رہا بلکہ ایک بار مفتی محمد شفیع جو مفتی اعظم پاکستان کہلاتے تھے ان کے ساتھ کافی دیر تک یہاں ملاقات رہی۔)

خطوط

پرسوں اصغر (برادرِ خورد) کل بچوں کو اور آج پھر لاہور خط لکھا ہے۔ بینک والوں کو بھی 60روپیہ (دونوں مستورات) کو بھیجنے کے لئے کہا (مجھے اب قطعاً یاد نہیں کہ وہ کون سی دو مستورات تھیں، تاہم کافی اندازہ ہے کہ ایک خالہ عائشہ اور دوسری پھوپھی سردار بیگم ہوں گی)

غارِ حراء

28-02-1968

آج صبح کی نماز کے فوراً بعد غارِ حراء کے لئے گئے۔ پیشتر ازیں جو جو تصورات ذہن میں بٹھائے ہوئے تھے زیارت کے بعد سب بھولنا پڑے۔ میں اس خیال میں تھا بڑا لمبا چوڑا غار ہوگا جہاں اندھیرا ہی اندھیرا ہوگا اور کسی گہرے مقام پر واقع ہوگا۔ مگر دیکھنے پر پتہ چلا کہ ہر دو غاریں پہاڑوں کی چوٹیوں پر واقع ہیں۔ اس کی چڑھائی کوئی دو اڑھائی میل کے قریب ہوگی۔ کوئی گھنٹہ سے سوا گھنٹہ تک چڑھائی عبور کرتے ہوئے لگے۔ فاصلہ حرم شریف سے یہی ۶/۵ میل ہوگا۔ ایک ایک ریال ٹیکسی کرایہ لگتا ہے۔

29-02-1968 (یکم ذی الحج)

خطوط

آج لیفٹیننٹ امین کو فارم ڈی M9Dte کے فارم وغیرہ کے بارے میں خط لکھا۔ صمصام

(خالہ زاد بھائی) کو بھی آج ہی خط ڈالا گیا۔ (یہ کراچی میں ہوتے تھے)

لطیفۂ روح

آج لطیفۂ قلب کے ساتھ ہی ساتھ لطیفۂ روح کا سبق لیا۔

South Africa

آج ایک جنوبی افریقہ کے مسلمان سے ملاقات ہوئی۔ جس سے مندرجہ ذیل خبریں ملیں۔

a. Total population Black= 20 Million

White= 4 Million

Indians= 3/4 Million(few Pakistanis)

b. Any number (of Hajiz) can come any number of times.

c. No ban on Foreign Exchange, normally 1000 pounds

d. Whites extremely adamant on staying there.

e. Now Indians allowed in public service.

01-03-1968

جنت البقیع، مدینہ منورہ

(ڈائری میں خالی Notes والی جگہ میں نے اُس وقت جنت البقیع کا نقشہ بنایا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ ہمارے ساتھ معلم کا ایک نمائندہ وہاں آیا تھا۔ جس نے ہمیں قبروں کی نشاندہی کی تھی۔ اب اسے چارٹ نمبر ۳ کے طور پر علیحدہ ظاہر کروں گا۔ انشاءاللہ۔

رہائش میں ساتھی

ویسے تو ہم دس لوگ ایک مکان میں شرکت کر رہے ہیں مگر ان میں سے مندرجہ ذیل اشخاص قابلِ ذکر ہیں۔

(الف) جناب شیخ عزیز الرحمٰن۔ ایس ڈی او محکمہ انہار لاہور۔ میری ان کے ساتھ کھانے کی شرکت بھی ہے (مگر نہ کھانا پکانا انہیں آتا ہے، اور نہ بندہ اس نعمت سے فیض یاب اُس وقت تھا)

(ب) حافظ محمد رفیق۔ یہ عارف والا کے رہنے والے تھے۔ (بالکل نوجوان اور اپنے والد کے ساتھ حج پر آئے ہوئے۔ ان کے والد بہت اچھا کھانا خود بنایا کرتے تھے۔ اُن دنوں غالباً تیل والا چولہا استعمال ہوا کرتا تھا)۔

پانی

02-03-1968

اب بہشتی صاحب نے اپنا ریٹ ایک ریال برائے تین پھیروں کے دو ریال کر دیا ہے۔ چونکہ ساتھی پیسے دینے کے روادار نہیں، اس لئے خود کو نل سے پانی لانے کا کام کرنا پڑ رہا ہے، نلکے کوئی آدھ فرلانگ کے فاصلہ پر ہیں جہاں سے زمزم والے کین میں پانی لایا جاتا ہے۔ اچھی ورزش ہو جاتی ہے۔

جائے نماز

آج جو جائے نماز گھر سے کپڑے کی لایا تھا وہ کوئی مسجد حرام سے بڑی بے رُخی برتتے ہوئے اپنے مصرف میں لے آیا۔ حالانکہ یہاں سنا ہے، گناہ کا عذاب (صلہ) بھی لاکھ گُنا ہے۔ سلیپر اس میں لپٹے ہوئے تھے تاہم اُس ظالم نے (اللہ تعالیٰ اسے ہدایت دکھلائے) سلیپر

نکال کر باہر پھینک دیئے اور جائے نماز چوری کر لی۔ اگرچہ یہ خاصی پُرانی تھی تاہم اس پر جو مسجد یا محراب ظاہر کرنے کے لئے چند دھاگے اُون سے بُنے گئے تھے وہ غالباً بیٹی ریحانہ کے ہاتھ کا کرشمہ تھا۔ یا پھر ہوسکتا ہے والدہ صاحبہ نے نکالے (بنائے) ہوں۔ تاہم اُس کا افسوس ضرور ہے۔ اس سے پہلے ایک جوڑا سلیپر باٹا کے جو گھر سے لایا تھا۔ وہ کسی نے اُٹھا لئے تھے۔ پیشتر ازیں چادر میں غلطی سے غار حراء میں چھوڑ آیا تھا (جس پر میں نے وہاں دو نفل پڑھے تھے) اُس کا تو افسوس نہیں کیونکہ ننگی زمین ہے وہاں جس پر لوگ نماز پڑھتے ہیں۔ اس لئے اب وہ نیچے بچھ گئی ہے۔

طواف برائے لواحقین

03-03-1968

شروع شروع میں ایک آدھ طواف میں کچھ خشوع و خضوع آتا دیکھتا تھا۔ بعد میں یُوں تذبذب میں پڑا رہا کہ آیا دعائیں پڑھی جائیں یا نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ بموجب پیر صاحب کے کوئی بھی دعاء مسنون نہیں سوائے ایک کے جو رُکنِ یمانی سے حجرِ اسود تک پڑھی جاتی ہے۔ تاہم منع بھی نہیں چنانچہ اب یوں محسوس ہونے لگا ہے کہ طواف میں کچھ لذت آ رہی ہے۔ بدیں وجہ آج سے لواحقین کے لئے طواف شروع کئے۔ ترتیب قدرتی طور پر یوں رہی

برائے زوجۂ خورد   برائے برادرِ بزرگ   برائے برادر کوچک

تبرک

میں نے جناب پیر صاحب سے آبِ زمزم میں چادر ڈبو کر لے جانے کے بارے میں دریافت کیا۔ چنانچہ پتا چلا کہ تبرک انبیاء کرام کے وقت سے چلا آتا ہے۔ قرآن کریم میں حضرت طالُوت کو تابوتِ سکینہ وغیرہ ملنے کا ذکر ہے۔ اسی طرح حضور ﷺ کے موئے مبارک و قبا وغیرہ لوگوں کو دینا منقول ہے۔ حضرت خالد بن ولید ٹوپی میں موئے مبارک رکھتے تھے۔

ایک جنگ میں کفار کی صفوں میں گھُس کر اپنی ٹوپی جان جوکھوں سے لے آئے تھے۔

معمول

04-03-1968

حج سے پہلے کا معمول دیکھئے بتاریخ 23/24 جنوری کے صفحوں پر۔

خیمہ گاہ

آج میں اور قاری صاحب (یہ غالباً حافظ رفیق کے لئے لکھا تھا) ''منیٰ'' میں اپنا خیمہ گاہ دیکھنے گئے۔ مسجد خیف کے پاس قطعہ نمبر ۹ میں سید ملی مرزوقی (معلم) کا مکان نما خیمہ ہے۔ سامنے شفاخانہ خدام النبی پاکستان ہے۔ حجرے قریب ہیں۔ البتہ مذبح دور۔

صلوٰۃ التسبیح

05-03-1968

خدا کے فضل سے طواف کم ہونے کی کمی آج چار دنوں سے متواتر سحری کے وقت تہجد سے پہلے یا بعد صلوٰات التسبیح سے پوری کر رہا ہوں۔ طواف کی اب کوئی حالت نہیں، جس وقت بھی جاؤ ایک ہجوم منڈلاتا چلا جاتا ہے۔ عورتوں کے مس کا پرہیز خواہ کتنا ہی کیوں نہ کرو کسی نہ کسی شوط میں ایک آدھ دھکا لگ جاتا ہے۔ یا جہالت کے باعث کوئی بڑھیا کندھے پر یا کسی اور اندام کو چھو لیتی ہے۔ جس سے بموجب جناب پیر صاحب طواف میں نقص پڑ جاتا ہے۔ بدیں وجہ اب طواف تقریباً تقریباً بالکل ختم کر دیئے ہیں۔

نشست

آج کی نشست میں پیر صاحب قریباً قریباً وجد میں تھے۔ موضوع تھا اللہ کو پانے کا۔ کہا کہ

اللہ تعالیٰ کسی خاص چیز میں مقید نہیں، وہ تو لا مکان ہے۔ اور ہر جگہ موجود۔ حج حضور ﷺ پر ان کی زندگی کے آخری سالوں میں فرض ہوا۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ''مقامِ مشاہدہ'' ہے۔ اس سے پہلے انسان اپنے قلب کا طواف کرے۔ اپنے نفس پر قابو پائے۔ جب وہ حاصل ہو جائے تو پھر یہاں مشاہدہ کرنے آئے۔ اللہ تعالیٰ انسان کے قلب میں ہی سما سکتا ہے۔ باقی دنیا کی کوئی شے اس کی حامل نہیں ہو سکتی۔ سورۃ ''والتین'' پھر دیکھئے ''اذا جاء نصر اللہ والفتح ''۔ (ایک مزید آیت پیر صاحب نے بتائی تھی۔ جس کے کچھ الفاظ ڈائری میں پڑھے جاتے ہیں، یعنی واللہ لا یحب ....الخ)

اللہ تعالیٰ نے دو اڑھائی گھنٹے کی نیند کے بعد پھر جگا دیا، چنانچہ دو گھنٹے پھر کچھ خدا کو یاد کیا۔

حج کے لئے روانگی

07-03-1968

آج بفضلِ تعالیٰ حج کے مبارک سفر پر پا پیادہ یہاں کے صبح ایک بجے اپنے مقام سے چل کر اڑھائی بجے کے قریب مسجد خیف کے پاس شاہراہ نمبر ۲ قطعہ نمبر ۹ شاہراہ فیصل پر اپنے معلم سید مکی مرزوقی کے خیمے میں پہنچے۔ سفر کوئی چار میل کا ہوگا۔ میرے اندازے کے مطابق۔ ظہر کی نماز اپنے خیمے میں جماعت کے ساتھ پڑھی۔ یہاں پانچ نمازیں حضور ﷺ نے پڑھی تھیں۔ چنانچہ اس کی تقلید میں ہم کل صبح کی نماز پڑھنے کے بعد عرفات کے مقدس میدان میں خیمہ زن ہوں گے۔

آج کی رات بڑے ثواب کی حامل بتاتے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض لوگ اس کی عبادت لیلۃ القدر کی عبادت سے بھی بڑھ چڑھ کر کہتے ہیں۔ مگر بندہ کو بد قسمتی سے دو تین دنوں سے دائیں (آگے ڈائری پر کچھ الفاظ مٹے ہوئے ہیں۔ اس لئے پتا نہیں کس عضو کا درد تھا؟)۔۔۔غالباً سفر کی تھکاوٹ سے سخت درد محسوس ہو رہا تھا۔ اس لئے عشاء کے بعد صرف ایک ایک تسبیح استغفار اور درود شریف اور ایک اہم دعاء جو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اور

جو غریب کا حج کے نام............آ گے سب کچھ سیلاب کی وجہ سے ڈائری پر مٹا ہوا ہے)

وَرُودِ دَرعرفات

08-03-1968 بمطابق ۹ ذی الحج ۱۳۸۷ھ (بروز جمعۃ المبارک)

یہ وہ مقام ہے جہاں کا وُقُوف خواہ ایک منٹ کا ہی کیوں نہ ہو حج کا اہم رکن اور فرض ہے۔ یہاں پر ہم ایک ایک ریال دے کر ایک ٹرک پر صبح اشراق کے بعد مسجد نمرہ کے پاس پہنچے۔ ویسے معلم کو حکومت کی اجازت سے ۳۰ ریال فی کس اس سفر اور واپسی تک کا دینا ہوتا ہے۔ یہاں پر ہم چونکہ اپنے بندوبست سے آئے تھے۔ اس لئے معلم کا خیمہ نہ مل سکا چنانچہ زوال تک کے لئے مسجد میں ٹھہرنے کا پروگرام بنا۔ بعد میں چونکہ وقوف عرفات کے میدان میں مستحب ہے، اس لئے وہاں جانا ہے۔

یہاں پانی کا بندوبست اگرچہ ہے مگر تعداد کے لحاظ سے بہت کم ہے، اس لئے پانی وضو کے لئے اور پینے کے لئے عام بکتا ہے بلکہ منیٰ میں بھی ایک بوتل پانی کی 4 قرش میں بکتی ہے۔

مسئلہ جمع الصلوٰتین

یہ ایک اہم مسئلہ ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یعنی ہمارے مسلک کے مطابق اگر ایک مقامی امام قصر کرے تو نماز نہ اُس کی صحیح اور نہ مقتدیوں کی۔ اس لئے نماز جماعت سے اپنے وقت پر خیموں میں پڑھی جائے۔ تاہم امام اگر مسافر ہے تو قصر پڑھ سکتا ہے۔ اور اس کی متابعت میں تمام مسافر حاجی قصر نماز ادا کر سکتے ہیں۔

جبلِ رحمت

یہاں ہم زوال سے پہلے ہی چلے گئے تھے۔ یہ وہی مقام ہے جہاں سرورِ کونین حضرت محمد ﷺ نے آخری خطبہ دیا تھا۔ افسوس کا مقام ہے کہ اس کے گرد و نواح لوگ غلاظت پھیلا

دیتے ہیں جس سے تعفن و بدبو او پر تک محسوس ہوتی ہے تاہم یہ عرفات کے میدان میں سب سے زیادہ قبولیتِ دعاء کا مقام ہے یہاں اللہ تعالیٰ کے سامنے حضور ﷺ نے اس طرح دعاء مانگی جیسے کوئی سوالی نہایت ہی لجاجت و تضرع سے کوئی چیز مانگتا ہے۔ حضور ﷺ نے امت کے لئے علاوہ حقوق اللہ بخشنے کے حقوق العباد کا سوال بھی کیا جس کا جواب نہ ملا (دیکھیں مزدلفہ) زوال کے بعد سے مغرب کے قریب تک نمازوں کے علاوہ کوئی ڈیڑھ دو گھنٹے تسبیح و تکبیر وغیرہ کے علاوہ خوب خشوع سے کوئی گھنٹہ بھر محو دعاء رہنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ بلکہ ''غنودگی میں اشارتاً'' (دراصل وہ غنودگی نہ تھی بلکہ حالت استغراق تھی جس کے دوران نہ صرف حضور ﷺ بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور چاروں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی زیارت نصیب ہوئی)۔ الحمدللہ

مزدلفہ

مغرب کی نماز کے قریب عرفات کے آخری حد پر بیٹھ گئے، پھر پیدل کوئی چار میل کا سفر مزدلفہ کی ٹینکی تک کیا۔ جو ڈیڑھ گھنٹے میں طے ہوا یاد رہے کہ یہاں قطعاً لاریوں کا سفر نہ کرنا چاہئے۔ سڑک بسوں وغیرہ سے اٹی پڑی رہتی ہے۔ نیز نہایت غلط وقت پر چل پڑتی ہیں۔

کنکریاں مزدلفہ کے حد پر ہی چن لیں۔ دونوں نمازیں بھی پڑھیں۔ پھر کھانا کھایا اور ایک تسبیح یعنی استغفار، درود اور چھٹا کلمہ پڑھا اور سو گیا۔ پھر رات آدھی کو کچھ دو گھنٹے اللہ کو یاد کیا۔ پھر سو گیا اور تہجد کے وقت سے سورج نکلنے تک اللہ تعالیٰ کو پکارا۔ یاد رہے کہ یہ وہ مقام ہے جہاں صبح صادق کے وقت اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی دعاء عرفات والی قبول کی تھی۔ اور حضور ﷺ مسکرائے جس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی پرسش پر فرمایا کہ قبولیت کے باعث شیطان سر پر مٹی ڈالتا، لوٹتا پوٹتا بھاگا جس پر غیر ارادی طور پر مسکراہٹ آ گئی۔ مشعر الحرام دیکھو تاریخ 21/4

منیٰ

09-03-1968

سورج طلوع ہونے کے قریب بلکہ تہجد کے بعد پھر مزدلفہ کی آخری حد پر آ گئے۔ وہاں نماز باجماعت اور خُوب خشوع و خضوع سے دعا مانگی، پھر منیٰ پہنچے فاصلہ کُل آخر حد سے کوئی دو میل ہوگا۔ یہاں بھی اُسی طرح قطعاً بسوں پر نہیں آنا چاہئے۔ ہم رَمی کے بعد قربانی دے کر واپس بھی آ چکے تھے، تب کہیں بسوں والے رَمی کے لئے جا رہے تھے۔ خدا کے فضل سے یہ دونوں رُکن (دراصل یہ رُکن نہیں بلکہ واجبات ہیں۔ ڈائری میں غلطی سے رُکن کا لفظ لکھا گیا) نہایت خوش اسلوبی سے نبھے۔

طوافِ زیارت

10-03-1968

یہ حج کا آخری رُکن اور فرض ہے۔ چنانچہ مکہ معظّمہ اپنے مقام پر پہنچنے تک ظہر کا وقت قریب آ گیا۔ ہم سب نے حلق کروایا اور غسل کرنے کے بعد کپڑے بدل کر طوافِ زیارت وسعی کے لئے عصر کے وقت حرم گئے۔ پھر رات سے پہلے پہنچنا ہے۔ مکہ شریف سے بس پر ایک ایک ریال دے کر چلے۔ یہاں آ کر جمرہ سے بھی پیچھے بس والے نے اتار دیا (اس کے بعد کچھ لکھا تھا، مگر وہی سیلاب کی کارستانی سے بالکل نہیں پڑھا جا سکتا۔ غالباً یہ لکھا تھا کہ ٹیکسی / بس نہ کرتے تو اچھا ہوتا، وغیرہ وغیرہ)

خیمہ جاتِ معلم

چونکہ مختلف اوقات میں حاجی صاحبان طوافِ زیارت کو جاتے ہیں اور سامان مجبوراً منیٰ میں رکھنا ہوتا ہے اس لئے معلم لوگوں کو منیٰ میں خوش کرنے کے لئے چٹائیاں، بلکہ بستر تک اٹھوا

کر جگہ دیتے چلے جاتے ہیں۔ مکہ مکرمہ سے طوافِ زیارت کے بعد دیر سے آنے والوں کو بہت تکلیف اور دوڑ دھوپ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے اگر ہو سکے تو طوافِ زیارت قافلہ دو حصوں میں کرے یا ہو سکے تو مکہ معظّمہ سے عصر تک واپس آ جائے۔

مسائلِ حج

یہاں پر رمی، قربانی، حلق/ قصر وغیرہ کے مسائل کافی پیش آ جاتے ہیں۔ پھر لوگ ہر داڑھی والے سے یا زیادہ حج کرنے والے سے پوچھتے ہیں اور لطف کی بات ہے کہ ایسے لوگوں میں سے قریباً 70/80 فیصد لوگ ضروری مسائل سے بھی بے بہرہ ہوتے ہیں۔ اور بڑے وثوق اور دعویٰ سے فوراً غلط جواب دے دیتے ہیں۔ چنانچہ معلم الحجاج نہایت اعلیٰ کتاب ہے یہاں کے لئے۔

مسئلہ صحتِ عامہ

منیٰ میں چونکہ سب لوگوں نے دس سے بارہ/ تیرہ ذوالحج تک ٹھہرنا ہوتا ہے اور قربانی کی وجہ سے لوگوں کے پاس وافر گوشت ہوتا ہے اس لئے دائیں بائیں پھینک دیتے ہیں۔ نیز بیت الخلاء میں معدودے چند نشستیں ہوتی ہیں اور لوگ انہیں نہایت بے وقوفی سے استعمال کرتے ہیں۔ مزید برآں معلم کے غلاظت ہٹانے یا بیت الخلاء صاف کرانے کا کوئی بندوبست نہیں ہوتا۔ اس لئے تعفن و بدبُو کا آغاز گیارہویں بلکہ دسویں سے ہی شروع ہو پڑتا ہے۔

مسئلہ خورد و نوش

چونکہ اپنی حکومت نہایت ہی قلیل زرمبادلہ (Foreign Exchange) دیتی ہے (آگے پھر سیلاب کی مہربانی سے کچھ نہیں پڑھا جا سکتا، پتا نہیں کیا میں نے لکھا تھا)۔

تُحفہ جات

یہ نہایت ہی اہم اور ضروری ہے کہ حاجی (یہاں میں نے انگریزی میں کچھ لکھا ہے۔ جس سے غالباً میرا مطلب۔۔۔۔۔حج تھا) کوئی بھی تحفہ حج سے پہلے قطعاً نہ لے۔ خاص طور پر خرچ حج والے دنوں میں اور مدینہ منورہ میں زیادہ ہوجاتا ہے۔ اگر تنازل ہو تو دوبارہ مکہ معظّمہ آنے پر انسان تحفہ جات خرید لے۔ ورنہ جدہ اور مدینہ منورہ سے خرید لے۔

ارادہ میں تبدیلی

کل تک یہی خیال تھا کہ چلو ۱۳ ذی الحج تک کنکریاں مار لیں تو زیادہ اچھا ہوگا اور صحیح طور پر تعفن و بدبو کا اندازہ بھی بغیر تجربہ کئے ہو نہیں سکتا۔ ہوسکتا ہے حکومت کی گاڑیاں کہیں سے گندگی (سڑا ہوا گوشت، سبزی کے چھلکے وغیرہ) اٹھا رہے ہوں مگر اپنے علاقہ میں اور نزدیکی بازار میں تو ڈھیر اُسی طرح پڑے ہیں۔ بدیں وجہ آج صبح ہی سے فیصلہ کر لیا ہے کہ آج ہی واپس جائیں گے۔ حضرت پیر صاحب کا بھی یہی مشورہ تھا۔ قرآن کریم کی آیت بھی ہے

فمن تعجل فی یومین فلا اثم علیه (سورۃ بقرۃ پارہ دوئم)

رمی جمار

کل کی رمی جمار ظہر کی نماز کے کچھ دیر بعد کی گئی۔ اگرچہ اژدہام کافی تھا تاہم شام کا منظر اس سے سنا کہیں بڑھ کر رہا۔ عورتوں کو قطعاً زوال کے بعد نہ کرائی جائے۔ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے رخصت ہے تو اس کا استفادہ اٹھایا جائے۔ (یہاں غالباً میرا مطلب یہ تھا کہ رات کے وقت یعنی دیر سے کروائی جائے)

12-03-1968

(ا) آج کا منظر رمی جمار کا کل سے کہیں زیادہ افسوسناک تھا کیونکہ تقریباً 50 فیصد لوگ اللہ

تعالیٰ کی طرف سے دی گئی رخصت سے فائدہ نہ اٹھاتے ہوئے (غالباً میرا مطلب یہ ہوگا کہ بے وقت رمی کرتے رہے) رمی سے فارغ ہو رہے تھے۔

(۲) ہم بھی ظہر کے بعد رمی سے فارغ ہو کر پیدل گھر کو آئے۔ فاصلہ کوئی پانچ میل کا ہوگا۔ سامان بھی ساتھ تھا۔ اگرچہ زیادہ نہ تھا، بوٹ تنگ تھے، اس لئے پاؤں پر چند آبلے پڑ گئے۔ ساتھیوں کے بچھڑنے کا لطیفہ بھی خوب رہا، شیخ صاحب عزیز الرحمٰن ہمارے ساتھ واپس نہ آئے۔

مراکو کے حاجی

(۳) مزدلفہ سے واپسی پر ہم مراکو کے پانچ اصحاب کے ساتھ ایک خیمہ میں رہے۔ انہیں نہایت خوش خلق اور محبت کرنے والا پایا۔ وہاں کا قہوہ بلکہ فروٹ وغیرہ بھی زبردستی کھلاتے رہے۔ نماز ہمارے قاری صاحب کے پیچھے ہی پڑھتے رہے۔ یہ لوگ مالکی تھے۔ مراکو جدہ سے 5/4 گھنٹے ہوائی جہاز کے سفر پر ہوگا۔ فاصلہ پانچ ہزار کلومیٹر کا بتاتے تھے۔ لباس یہ لوگ گرم چوغے ضرور پہنتے تھے۔ بعض کا بغیر بازووں کے بھی دیکھا گیا۔ داڑھی کسی کی بھی پوری نہ تھی۔ ایرانی داہنی طرف اور افغانی بائیں جانب تھے۔ ایرانی بہت جھگڑالو تھے۔

منیٰ کیمپ میں بموجب شیخ صاحب (جو تیرہ ذی الحج کو بھی منیٰ میں ٹھہرے رہے) واقعی 20 فیصد حاجی رہ گئے تھے۔ تعفن قریباً ناقابلِ برداشت ہو چکا تھا، البتہ آج کرایہ ایک ریال گھٹ گیا۔ کل ۵ ریال تھا مگر چند اصحاب سے پتا چلا کہ بسیں عشاء تک آتی رہیں اور راستہ میں بہت دقتیں اور رکاوٹیں رہیں۔

طوافِ وداع

13/14-03-1968 (14 اور 15 ذی الحج)

ابھی تک لوگ طواف وغیرہ میں مشغول ہیں۔ عورتیں عام طواف میں ہوتی ہیں۔ علاوہ ازیں

پاؤں کے آبلے میں پانی پڑ گیا ہے۔ جس سے ٹھوکر لگنے پر بجائے طواف میں خشوع و حاضری ہونے کے توجہ ہٹ جاتی ہے، کل ہسپتال سے ٹیکہ لگوایا اور دوائی آبلوں پر لگوائی، آج پھر انشاءاللہ ہسپتال جاؤں گا اور کل عُمرہ کا ارادہ ہے۔

حُرمتِ کعبہ مکرمہ

کتابوں سے پتا چلتا ہے کہ حرم میں پہنچنے کے بعد تمام نفل عبادات سے کعبہ شریف کا طواف افضل ہے۔ نیز کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت (جو ایک سو بیس ہوتی ہے) اُن میں سے 60 فیصد طواف کے لئے 20 فیصد کعبہ شریف کو دیکھنے پر اور باقی 40 فیصد دیگر نوافل اور اذکار کرنے والوں کو ملتی ہیں۔ واللہ اعلم۔
چنانچہ کل سے یہ سوچا کہ طواف نہیں تو کم از کم ذکر، تلاوت و زیارتِ کعبہ تو زیادہ سے زیادہ کر لینا چاہئے، تا کہ یہ وقت رائیگاں چلے جانے پر کفِ افسوس نہ مَلتا رہوں۔

ہوٹل

یہاں پر (مطلب ہے مکہ مکرمہ میں) بڑے اونچے اور کشادہ قسم کے ہوٹل بھی موجود ہیں۔ ہمارے نزدیک فندق الحرم (فندق یعنی ہوٹل) اس کے ایک کمرے کا کرایہ برائے موسم حج اڑھائی ہزار روپے ہے۔ کل یہاں پر خواجہ بشیر بخش (مالک لاہور ہوٹل) سے ملاقات ہوئی۔

عمرہ

آج بفضلِ تعالیٰ پہلا عمرہ (بعد از حج) کیا جس کا ثواب حضرت محمد ﷺ کے روحِ مبارک کو پہنچایا۔ مسجد عائشہ یہاں سے صرف کوئی تین میل کے فاصلے پر ہے، وہ مقامِ حِل ہے جہاں حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے احرام باندھا تھا۔ وہاں تک مسجد حرام سے صرف ایک ریال آنے جانے کا کرایہ ہے، ان دِنوں۔

مُستشفیٰ (شفاخانہ)

آج شام مُستشفیٰ وزارت صحت، محلّہ جیاد سے آبلوں پر پٹی کروائی۔ یہ ہسپتال حکومت سعودی عرب کی طرف سے تمام مسلمانوں کے لئے بے اُجرت اچھی دوائیاں میسر کرتا ہے۔ اس کے علاوہ پاکستان کے دو مزید شفاخانے ہیں۔ خدام النبی و پاکستان مشن ہسپتال دونوں محلّہ جیاد اور اُس کے لگ بھگ واقع ہیں۔ یہاں بہت انتظار کرنا پڑتا ہے ورنہ دوائی تو اچھی مل جاتی ہے۔

جونہی میرے آبلے ٹھیک ہوگئے طواف کا دور شروع کرنا ہے۔ کل دو طوافوں سے آغاز ہوا۔

(کل بیٹے ممتاز اور دوست مولوی گلاب خان کو خطوط لکھے)

وقتِ طواف

16-03-1968

آج کل چاشت اور عصر سے پہلے طواف کا نہایت ہی اچھا موقع میسر ہوسکتا ہے چنانچہ آج سے اس کا پورا پورا فائدہ اٹھانے کا ارادہ ہے۔

آبِ زمزم

آج بڑی سختی سے اپنے ساتھیوں کو عرضداشت گزاری کہ بھئی یہ بہت بڑی بدقسمتی ہے ہماری کہ مکہ مکرمہ میں رہتے ہوئے بھی ہم آبِ زمزم ہر وقت نہ پئیں، چنانچہ دوستوں نے آج سے تہیہ کرلیا ہے، اس سے پہلے مسجد سے دو قرش (گُرس جسے عربی لوگ کہتے ہیں) میں دو چھوٹے گلاس پی لیا کرتا تھا دو ایک بار۔ کنوئیں تک جاتے ہوئے ایسی مقدس چیز کی کافی بے حُرمتی دیکھی نہیں جاتی تھی۔ اس لئے جہاں تک ہوسکتا ہے پیسے دے کر پانی پی لیتا۔ لوگ اس پانی سے وضو کرتے ہیں، نہاتے ہیں، پاؤں دھوتے ہیں بلکہ فرش تک عربی اس سے صاف

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کرتے ہیں۔

حُرمتِ کعبہ

یہاں پر یہ دیکھ کر نہایت افسوس اور رحم آتا ہے، مسلمانوں کی عام عادات و اطوار دیکھ کر۔ مندرجہ ذیل بے حُرمتیاں دیکھنے میں آتی ہیں۔

a۔ کعبہ کی طرف ٹانگیں پھیلا کر مسجد حرام میں سونا۔

b۔ جوتے پہن کر طواف تک کر لینا، اور صفا، مروہ بلکہ دیگر مسجد حرام کے اندر پھرنا۔

c۔ مسجد کے اندر زیادہ تر کچی جگہوں پر تھوکنا، ناک چھڑکنا۔

d۔ لوگوں کے کاندھے پھلانگنا خواہ قرآن کریم ہی کیوں نہ پڑھ رہے ہوں۔

طہارت خانے

17-03-1968 بمطابق 18 ذی الحج

یہاں ملکِ عرب کا ایک نرالا (ہم پاکستانیوں کے لئے) دستور ہے کہ کسی مسجد سے مُلحقہ وضو یا استنجا خانہ آپ نہیں دیکھیں گے۔ مسجد سے کچھ فاصلہ پر علیحدہ ایسے طہارت خانے کم از کم بڑی مسجدوں کے لئے نظر آتے ہیں۔

ایک نہایت ہی قبیح فعل کا ارتکاب برسرِ عام دیکھا جا سکتا ہے۔ وہ یہ کہ عرب لوگ بجائے استنجا خانہ میں اپنی باری کا انتظار کئے وضو والے نلکوں پر ہی بیٹھ کر استنجا کر لیتے ہیں۔ ان کی دیکھا دیکھی بعض دوسرے ملکوں کے لوگوں نے یہ کام شروع کر دیا ہے۔

چھوٹا / بڑا عمرہ

مسجد عائشہ سے جو احرام باندھا جائے اسے عربی چھوٹا عمرہ کہتے ہیں (بالخصوص ٹیکسی / بس والے) جو احرام جعرانہ سے باندھیں اسے بڑا عمرہ۔ موخرالذکر مقام پر جب حضورﷺ جنگ

حنین سے فارغ ہو کر آ رہے تھے تو آپ ﷺ نے احرام باندھا تھا۔ (فعلی حدیث)

مسجد تنعیم سے عمرہ

جسے مسجد عائشہ کہتے ہیں۔ اس کا نام مسجد تنعیم بھی ہے۔ آج بفضلِ تعالیٰ پیر صاحب کی معیت میں عمرہ کیا۔ کُل اڑھائی گھنٹے لگے۔

جانور

18-03-1968 (19 ذی الحج)

گدھا۔ یہاں پر بڑے تیز اور پلے ہوئے گدھے عام طور پر گدھا گاڑی میں استعمال ہوتے ہیں۔ استفسار پر ایک عربی نے اپنے گدھے کی قیمت ایک ہزار ریال بتائی۔

بھیڑ بکری۔ یہاں بکریاں پہاڑی ہیں جن کا قد بہت ہی چھوٹا ہے۔ اس لئے قربانی دینے کا دل ان سے مڑ کر کسی بڑی چیز پہ آیا تھا۔ بھیڑ ان سے قدرے بڑی ہے۔ منیٰ میں اس دفعہ بکری کی قیمت 40 سے 70 ریال تک اور بھیڑ کی 70 سے 150 ریال تک تھی۔

اونٹ اور گائے۔ اونٹ جو قربانی کے لئے آئے تھے وہ چھوٹے نظر آتے تھے۔ اچھے جانور یا بڑی عمر کے میرے خیال میں لوگ کم لائے تھے۔ ان کی قیمت 400 ریال سے 500 ریال تک تھی۔ گائے بیل پاکستان کی نسبت کافی چھوٹے تھے۔ قیمت 300 سے لیکر 500 ریال تک۔

20-03-1968 (20 ذی الحج)

(۱) چڑیاں بھی آج نظر آئیں۔

(۲) پرندے حرم شریف میں کبوتر (جنگلی) اور ابابیل نظر آتے ہیں اور کوئی پرندہ مکہ شریف میں نہیں دیکھا۔

(۳) کتے / بلیاں بے شمار ہوگئی ہیں، کتے بھی جو ہیں pedigree والا ایک بھی نہیں

دیکھا۔

(۴) مکھی مچھر، یہ تو بہت کافی مقدار میں ہو گئے ہیں۔

پلیٹ۔ آج نیلی دھاری والی بڑی پلیٹ چینی کی جاپان کی بنی ہوئی جو گھر سے لایا تھا صبح سویرے سے جو گری تو معاً خیال گزرا کہ ضرور اس کی مٹی میں کوئی صفت تھی جس کی بنا پر اسے ایسی پاکیزہ سرزمین ملی۔ یا ہو سکتا ہے کہ بنانے والا کوئی نیک مسلمان ہو مگر جاپان میں کتنے مسلمان پائے جاتے ہیں، اور کیا ان میں ایسا برگزیدہ انسان ہوگا؟ کچھ ہو مجھے یقین ہے کہ اس کی مٹی خدا تعالیٰ کو ضرور پسند ہے۔

بڑا عمرہ

آج بفضلِ تعالیٰ بڑا عمرہ کرنے کا اتفاق ہوا۔ جعرانہ سے آپ ﷺ جنگ حُنین کے بعد رات کے وقت احرام باندھ کر طواف کرنے مکہ مکرمہ آ گئے تھے۔ البتہ ایک چیز قابل ذکر ہے کہ اس مقام پر ایک کنواں ہے جس کا پانی خراب تھا تو حضرت رسول اللہ ﷺ نے اپنا لعاب دہن اس میں ڈالا جس سے پانی میٹھا اور مزیدار ہو گیا۔ اس پانی سے لوگ نہاتے ہیں، وضو کرتے ہیں اور پیتے بھی ہیں۔

روزہ

آج اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے پہلا روزہ رکھا۔ خیال ہے کہ مکہ شریف آئندہ جتنے دن رہوں روزانہ روزے رکھتا رہوں۔

عمرہ

آج عمرہ کے فوراً بعد پیر صاحب کے پاس حاضری پر ان کے ساتھ ظہر تک سارا وقت کپڑے وغیرہ خریدنے میں لگ گیا۔

طواف اور تلاوت کا معمول بہت مشکل سے پورا (یا پورے کے قریب) کیا۔

21-03-1968(22ذی الحج)

آج پھر چاشت گول ہوگئی، وجہ یہی تھی کہ پیر صاحب کے ساتھ کل کی طرح وقت گزرا، البتہ آج جیب میں کچھ پیسے تھے اس لئے بیگم واپنے لئے چند قمیض وغیرہ لے لیں۔

بھائی جان وممتاز (بڑا بیٹا) دونوں کے خطوط کل اور پرسوں کے بالترتیب آئے ہوئے ہیں۔ جواب میں دیر دن بھر کی خرید وفروخت اور وقت نہ ملنے کے باعث ہے۔ اب مغرب ہے تھکاوٹ کے باعث جی نہیں چاہتا۔

22-03-1968(23ذی الحج)

آج کرنل اکبر 31 پنجاب (کھاریاں) سے ملاقات ہوئی۔

بریگیڈیئر حیات جو سعودی عرب میں سفیر ہیں، غالباً اکبر کا بڑا بھائی ہے۔ وہ ہر جمعہ حرم شریف میں پڑھنے جدہ سے آتا ہے۔ لوگ اسے سنا ہے بغیر وقت کے مل سکتے ہیں۔

بوسہ حجر اسود

23-03-1968(24ذی الحج)

آج بفضلِ تعالیٰ حجر اسود کو چاشت کے وقت چار طواف پورے کرنے کے بعد بوسہ دینا نصیب ہوا، قطعاً زیادہ زور نہ لگانا پڑا۔ اور بڑی اچھی طرح موقع ملا، اس سے پہلے ایک دفعہ موقع ملا تھا مگر زیادہ کوشش کرنا پڑی تھی۔

رِیا (سے پرہیز)

آج ڈائری کی نوشت میں کچھ فرق لا رہا ہوں۔ آئندہ طواف کی تعداد نہیں لکھوں گا۔ قرآن حکیم کے سپاروں کی تعداد اس لئے ضروری ہے کہ یادداشت رہے۔ نہ لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ میں اسے ریاکاری سمجھ رہا ہوں۔ اب ازیں پیشتر جو اس بارے میں لکھا اس کی نیت کچھ

اور تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب مقام شُکر سمجھ کر اسے بند کرتا ہوں۔ ابھی تک جو Data بنا ہے وہ 12 جنوری کے ورق پر دیکھا جائے۔

(اس Data کا چارٹ علیحدہ بنا رہا ہوں جسے چارٹ نمبر 2 ب کا نمبر دوں گا)

روانگیٔ مرشد

24-03-1968 (25 ذی الحج)

آج جناب پیر صاحب صبح ساڑھے تین بجے کے قریب ٹیکسی میں مدینہ شریف گئے۔ کرایہ 20 ریال فی کس ہے۔ ان کے پاس خصوصی مچلکہ حکومت سعودیہ کا تھا جس کے تحت جب چاہیں چار پانچ شہروں میں آ جا سکتے ہیں۔

سورت ''انا اعطینا''

اس سے پہلے جس ''کوثر'' سے مراد حوضِ کوثر ہی لیتا تھا، مگر حضرت کی تفسیر کے مطابق اس کے کوئی 50 کے قریب معانی ہیں۔ وہ اس کے معانی قرآن حکیم سے لیتے ہیں۔ اس سورت کے بارے میں تین بڑے حصے جو بتائے وہ مجھے اچھی طرح یاد نہیں تاہم کچھ اس قسم کے معانی تھے۔ دین یا نصب العین۔ نیز پہلے حصے میں ودیعت، دوسرے میں عمل اور تیسرے میں فوقیت کی بشارت۔

ادھار معافی

25-03-1968 (26 ذی الحج)

آج چاشت کے وقت اچانک خیال گزرا کہ میری وجہ سے دو اشخاص کا گناہ بڑھ رہا ہے، ایک تو ماموں اکبر ہے جس نے 50 روپے ادھار ایک دفعہ لئے تھے، دوسرے ایک موٹا سی ایم اے کا بابو جو ملیر میں ساتھ تھا، انہیں معاف کر دیئے جائیں، یہ پیسے۔

چنانچہ نماز کے فوراً بعد اللہ تعالیٰ کے سامنے مسجد حرام میں وعدہ کرلیا کہ اگر کسی وقت بفرضِ محال وہ یہ پیسے لوٹانے کی کوشش بھی کریں تب بھی میں نہیں لوں گا۔ انہیں یہ پیسے معاف کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ کے نام پر اوراس کے بدلے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے قدیم بدنی بیماری سے نجات دے دیویں، آمین۔

ننھی بیٹی (مرحومہ) کی یاد

26-03-1968

آج اشراق کے وقت مقامِ ابراہیم والے مقام پر چھ دیواری کے نیچے قرآن کریم کی تلاوت کے دوران ننھی کی یاد سے تھوڑی دیر کے لئے رقّت طاری ہوگئی، کچھ دیر خیالات کی رَو میں بہنے کے بعد اپنے آپ میں آ گیا۔ اللہ تعالیٰ کچھ اچھے اعمال جو اس سے پہلے سرزد ہوئے انہیں ضائع نہ کرے، آمین۔

خط

26-03-1968

آج کئی دنوں سے کسی کا بھی خط نہیں آیا۔ اگرچہ بعض کو میں دو دو دفعہ خطوط لکھ چکا ہوں۔ چاشت کے وقت ایروگرام کا پتہ کرنے تین مختلف ڈاکخانوں میں گیا مگر یہاں کا بھی خوب دستور ہے۔ نہایت ہی قلیل تعداد میں جدہ یا باہر سے روزانہ ان کے ہاں بڑے ڈاکخانہ میں ایروگرام وغیرہ آتے ہیں۔ جو ایک گھنٹے کے اندر نہ ہی چھوٹے ڈاکخانے میں بلکہ بڑے تک میں قطعاً نہیں ملتے۔ نہایت افسوس کا مقام ہے ایسی حکومت پر۔ مگر ان کے ملازموں کا کیا جاتا ہے۔ بس ایک لفظ آتا ہے انہیں، ''معافی'' یا پھر ''خلاص'' کہہ چھوڑتے ہیں۔ دوسری مرتبہ شام کو بھی ان کے ہاں روزانہ تمام سرکاری دفاتر کھلتے ہیں۔ اس وقت بھی محرومی کا سامنا کرنا پڑا جس سے بوجہ شام اور روزہ کے بہت ہلاکت محسوس ہوئی۔

27-03-1968 (28ذی الحج)

آج پھرایروگرام کے پیچھے سرگرداں پھرنا پڑا۔آخرناکامی کی وجہ سے اپنے کاغذ پرصمصام کوخط لکھ لیااورفل ٹکٹ لے کرلفافہ جوشیخ صاحب نے دیاہےاس کے ذریعے خط پوسٹ کروں گا۔

بڑاڈاکخانہ

28-03-1968

آج تک جسے میں بڑاڈاکخانہ سمجھتارہاوہ حقیقت میں چھوٹوں میں سے ایک تھا۔اپنے پیر بھائی سے پتا چلاکہ بڑاڈاکخانہ چھتے ہوئے بازار سے گزرکریعنی صفا/مروہ پارکر کے چھوٹی مسجد حلیمہ(دیکھو19فروری)کے آگے جہاں عبداللہ فیصل روڈاس سے ملتاہےقریباًوہاں پر بڑاڈاکخانہ واقع ہے،ایروگرام خوش قسمتی سے آج مل گئے ہیں۔

طہارت خانے

یہ انکشاف بھی آج ہی ہواکہ جس طرح صفامروہ گزرنے کے بعدطہارت خانوں کانہایت اعلیٰ انتظام ہے۔تقریباًاُسی لائنزپرباب ِسعودیہ والے چھوٹےلکڑی کےڈاکخانے کے پیچھے طہارت خانوں کاایک زمین دوزسلسلہ واقع ہے،گویااس طرح سوائےمحلّہ شامیہ سے جویریہ تک باقی ہرطرف طہارت خانے موجودہیں۔

بوسہ حجرِ اسود

اب حجرِ اسودکابوسہ لینانسبتاً کافی آسان ہوچکاہے۔بہترین وقت تہجد کی نمازسے قریباًدو اڑھائی گھنٹے پہلے ہے۔گویادوسرے لفظوں میں پاکستان کےایک بجےاوریہاں کےسات سے آٹھ بجے تک۔

ٹکے

29-03-1968(30ذی الحج)

ساتھیوں کے خیال کے مطابق مدینہ شریف اور وہاں سے جہاز میں بیٹھنے تک احتیاطاً ایک سو ریال ہر آدمی کے پاس ضرور ہونے چاہئیں۔ وہ بھی اس طرح کہ انسان پندرہ روپے والے تمبو میں ٹھہرے جو آٹھویں منزل کے چھت پر سُنا ہے لگے ہوتے ہیں۔ وہاں جا کر ہی صحیح حالات لکھے جائیں گے۔ ویسے اب ٹکوں کی خاصی کمی محسوس ہو رہی ہے۔ ابھی تک تقریباً ضروری تحائف تو سارے لئے جا چکے ہیں مگر چند اور اصحاب کے لئے بھی اس طرح میں چیزیں لینا پسند کرتا:۔

چچا صاحبان محمد جی / عبدالغنی	ایک ایک رومال (بڑا)، ایک قمیض
مولوی صاحب عبدالقیوم (27 بلوچ)	گھڑی
حافظ صاحب (11 ڈو)	ایک رومال (بڑا)
صمصام کے بچوں کے لئے	کچھ
اصغر کی چھوٹی بچی کے لئے	کچھ
بھائی جان و اصغر و اسلم کیلئے	کچھ

خطوط

30-03-1968 (یکم محرم)

آج بھائی جان اور والدہ صاحبہ کے خطوط ملے، جواب میں لاہور میں ممتاز اور بھائی جان کو دیئے۔ علاوہ ازیں یونس کو مندرہ میں بھی خط لکھا۔

دعاء/دوا

یہاں جس مکان میں ہم رہتے ہیں، وہ پُرانے ہندوستان کا رہنے والا ہے، اور ہومیو پیتھ حکیم ہے۔ حج پر جانے سے پہلے میں نے اپنے پیشاب والی بیماری کے لئے اس سے دوائی جو لی تو اُس سے بجائے فائدہ کے کثرت ہوگئی۔ حج کے بعد پھر ایک دن چند گولیاں لیں مگر بیماری میں شدت کا اضافہ ہی ہوا اُن سے۔ علاوہ ازیں دعاء کا تو زور ہی رہا سارا عرصہ مگر افاقہ کا نام تک نہیں۔ اگر چہ مجھے یقین ہے کہ شفا صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہی کے ہاتھ ہے۔ مگر یوں نظر آتا ہے کہ وہ بغیر سبب کے خاص و معین کے قطعاً اپنی سنت نہیں بدلتا۔ دوسرے دعا بھی خاص وقت خاص مقام پر خاص آدمی کرے تب ہی شنوائی کی امید کی جاسکتی ہے۔

31-03-1968(2 محرم1387/88 ہجری)

مفتی محمد شفیع (مفتی اعظم پاکستان)

آج ظہر کے وقت مفتی محمد شفیع صاحب سے رُکن یمانی کے مقام پر پیچھے رُکن اُم ہانی والی اونچی جگہ پر ملاقات ہوئی۔ اوران سے یہ پوچھا کہ کیا محض دعا سے بھی پرانی بیماری ٹھیک ہوسکتی ہے؟ جواب ''کیوں نہیں'' چنانچہ فوراً میں نے اُن سے دعا کی اپیل کی۔ چند معزز حضرات نے بھی ساتھ ہاتھ اُٹھائے، اس جواب سے کافی ایمان میں تازگی آئی۔

گوشت

01-04-1968(3 محرم1387/88 ہجری)

اتفاق کی بات ہے گوشت نہ مجھے پکانا آتا ہے اور نہ ساتھی کو۔ بازار سے گوشت مل تو جاتا ہے مگر نمک مرچ کے بغیر جس طرح کہ عربی لوگ کھاتے ہیں۔ چنانچہ عید کے دن بھی اور آج تک سوائے دو ایک دفعہ نہایت ہی ناپسندیدہ طریقہ سے پکے ہوئے گوشت کے اس جنس سے

محرومیت رہی۔ آج ایک دکان سے البتہ پاکستانی طریقہ سے پکے ہوئے سالن کے ساتھ عید منائی۔ یہ بھی کتابوں میں پڑھتے رہے کہ چونکہ یہاں کے جانور ''ثنا'' کھاتے ہیں جو بہت گرم چیز ہے اس لئے گوشت سے پرہیز بہتر ہے، اس کا اثر بھی رہا۔

بابا سردار خان (والد ماموں عبدالرحمٰن / عبدالعزیز) سے آج ملاقات ہوئی (پھر انہیں میں نے پکے طور پر سنبھال لیا۔ یہاں تک کہ ان کے کھانے وغیرہ کے علاوہ اس کے تحفے تحائف جو بھی یہ فرماتے وہ لے آتا رہا۔ جس کا حساب کتاب اپنی ڈائری کے صفحہ نمبر 20/21 جنوری پر موجود ہے۔ مجھے یاد ہے کہ ان کے پاس پیسے ٹکے مجھ سے زیادہ تھے۔ اس لئے آخر کار جو میں نے ایک نہایت اعلیٰ جُوسر مشین جو غالباً ایک سو ریال میں لی تھی وہ ان سے اُدھار پیسے لے کر مدینہ منورہ سے خریدی تھی۔ جو پیسے میں نے پاکستان میں واپسی پر انہیں ادا کئے)

فالتو سامان کا جدہ پہنچانا

03-04-1968(5 محرم 1387/88 ہجری)

ا۔ آج سامان معلم کے وکیل کو (یعنی فالتو سامان) حوالہ کر آئے ہیں۔ اس طرح اگرچہ پیسے کچھ زیادہ خرچ ہو جاتے ہیں مگر یہ تسلی ہے کہ سامان زمزم وغیرہ بحفاظت جدہ پہنچ گیا ہے۔ اور معلم کے آدمیوں کی غلط دست بُرد سے بچ گیا، سامان مدینہ منورہ لے جانا فضول ہے۔

۲۔ علاوہ ازیں بابا سردار خان کے بارے میں بھی حج افسر سے مل کر جہاز کے تبادلہ کی نئی درخواست دے آیا ہوں۔

عمرہ، جدہ سے

ساتھ ہی عمرہ کا احرام بھی جدہ سے باندھ کر آیا ہوں اور ایک مزید عمرہ بھی ہو گیا میں نے اس وقت بھی جدہ سے ہی احرام باندھا تھا عمرہ کا، جو بالکل صحیح عمل تھا۔ بفضلِ تعالیٰ)

عُمرہ/روزہ

05-04-1968(7محرم1388ہجری)

آج بفضلِ تعالیٰ آخری عُمرہ کرلیا(اصل میں یوں نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مدینہ سے واپسی کے بعد غالباً جمعہ والے دن بندہ نے مزید ایک عمرہ کیا تھا،جس کا ذکر اپنے مقام پر آئے گا)اسی طرح روزہ بھی آج آخری ہے۔کل بفضلِ تعالیٰ مدینہ شریف کے سفر پر شام کو روانہ ہونا ہے،اگرچہ شاید میری اس تحریر سے کچھ ریا کاری ٹپکتی ہو مگر یقیناً اس وقت فخر محسوس ہو رہا ہے کہ جو تہیہ میں نے مکہ معظّمہ میں کافی دن پہلے روزے رکھنے کا کیا تھا،اسے من وعن پورا کردیا،الحمدللہ۔

ختم قرآن حکیم

قرآن حکیم کی تلاوت بھی آج تیسری دفعہ(یعنی تین بار)حرم شریف کے اندر ختم کیا اور اس بار آخری ختم قرآن کا ثواب اپنے والدِ مرحوم کی روح کو پہنچایا۔

طوافِ کعبہ مکرمہ کا ریکارڈ

06-04-1968(عصر سے پہلے)

بفضلِ تعالیٰ آج مکہ مکرمہ میں آخری دن تھا،اور ساتھ ہی مکہ معظّمہ میں قیام رہا اس میں سے سب سے زیادہ یعنی تیرہ طواف کا ریکارڈ بھی آج ہی قائم کردیا۔اگر شام کو جانا نہ ہوتا تو زیادہ نہیں کم از کم ایک دو طواف تو مزید کرلیتا۔

روانگی مدینہ منورہ

آج عصر تک یہی کہا گیا کہ کل جانا ہے مگر نماز کے بعد اطلاع ملی کہ فوراً سامان تیار کرکے لاؤ۔

عشاء کے بعد مدینہ طیبہ جانا ہوگا۔ چنانچہ جلدی جلدی مغرب تک سامان معلم تک پہنچایا، اور بس پر لوڈ ہوا۔

طوافِ وداع

طوافِ وداع مغرب کے بعد کیا (اب یوں حساب ٹھیک کرنے کے لئے خیال آرہا ہے کہ اس طواف کو میں نے اوپر اپنے ریکارڈ میں شامل نہیں کیا تھا گویا دوسرے لفظوں میں طواف کا ریکارڈ صحیح طور پر 14 کا ہے نہ کہ 13 کا) نمازِ عشاء کے بعد کوئی اڑھائی بجے کے قریب مکہ شریف سے چلے۔ ساڑھے سات بجے کے قریب بس ایک مقام پر رات کے لئے ٹھہری۔ یہاں ہوٹل تھا جو بان کی چارپائی کے لئے ایک ریال لے رہا تھا۔ تہجد بروقت مسجد (ملحقہ) میں پڑھی اور صبح کی نماز قنوت کے ساتھ (دوسری رکعت میں) وہاں کے امام نے پڑھائی۔ (ساتھ ہی جناب ڈرائیور صاحب کو بخشیش جمع کر کے دی گئیں)

مدینہ منورہ (جان سے پیارا، روح پرور، آنسو آور، دل میں بسا ہوا، آہ و حسرت کے ساتھ)

7 اپریل 1968ء بمطابق 9 محرم ۱۳۸۸ ھجری

چاشت کے وقت مدینہ شریف بس پہنچے، (مجھے آج بھی وہ منظر بہت ہی اچھی طرح یاد ہے۔ جبکہ مجھے اس وقت بس میں بیٹھے ہوئے گنبد خضرا نظر آیا۔ خداوند کریم گواہ ہے کہ دل اس طرح کشاں کشاں دھڑک رہا تھا گویا کہ سانس بالکل نکلنے ہی والا ہے اس کے بعد کسی بھی حج کے دوران وہ کیفیت میسر نہ ہوئی) وہاں آگے معلم علی صغیری بذات خود حاضر تھا (یہ بھی میں نے اس وقت محسوس کیا کہ وہ کتنا حلیم و کریم شخص تھا کہ خود اپنے ہاتھوں ہم گنہگار حاجیوں کا سامان اتار کر اپنی گدھا گاڑی پر لوڈ کر رہا تھا)۔ اپنی گدھا گاڑی پر ہمارا سامان رہائش تک لے گیا اور کمرے میں صرف دس ریال فی کس کے حساب سے زائرین رکھے جو نہایت معمولی کرایہ ہے۔ پانی بجلی، پاخانے وغیرہ بخوبی میسر ہیں۔ اس لئے یہ سودا نہایت سستا اور موزوں

ہے (یہ بات کہ وہ رہائش مسجد نبوی (علیٰ صاحبہ التحیۃ والتسلیم) کے بالکل قریب تھی میں نے اس وقت ڈائری میں نہ لکھی) کھانے کے لئے پاکستانی ہوٹل، حرم شریف اور مکان کے درمیان ہے، جہاں ہر قسم کا کھانا جائز شرح پر مل جاتا ہے۔ البتہ کپڑے کا دام کچھ زیادہ ہے، مثال کے طور پر جو شنیل مکہ شریف میں چار ساڑھے چار ریال کی ملتی ہے یہاں اس کا دام ساڑھے پانچ بتایا گیا۔

پہنچنے کے بعد بغیر معلم کے ظہر سے پہلے حرم شریف کے اندر صلوٰۃ وسلام حضورﷺ کی خدمتِ اقدس میں پیش کیا، پھر ظہر کی نماز پڑھی۔

یہاں کپڑوں کی دھلائی یا استری دونوں آدھا ریال فی کپڑا ہے، تیسرے دن لوٹانے کا وعدہ ہوا۔

جناب پیر صاحب سے ملاقات عصر کے بعد ہوئی۔ وہ حضورﷺ کے قدومِ مبارک کی طرف بیٹھتے ہیں۔ انہوں نے روضہ اور باقی طریقہ کار کے بارے میں روشنی ڈالی۔

زیارتِ جنتُ البقیع

08-04-1968 دس محرم ۱۳۸۸ ھجری

آج جنتُ البقیع کی زیارت صبح اشراق کے فوراً بعد جناب پیر صاحب کی معیت میں ہوئی۔ (قبور کا نقشہ علیحدہ چارٹ میں پیش کیا جائے گا)۔ بعد ازیں چاشت کے وقت کھجوریں لینے گئے۔ کھجوروں کے کئی نام ہیں۔ موٹے موٹے بھاؤ اور نام جو یاد رہے لکھے دیتا ہوں (میرے خیال سے چونکہ یہ بھی ایک نہایت اہم انکشاف ہے۔ اس لئے اسے بھی چارٹ میں دکھاؤں گا)

زیارات

09-04-1968 بمطابق ۱۱ المحرم ۱۳۸۸ھ

مسجد قبا:۔ آج مسجد قبا گئے، یہ وہ مسجد ہے جہاں کہ ہجرت کے وقت حضورﷺ کی اونٹنی آ کر

بیٹھ گئی تھی (یہاں حضور ﷺ عموماً ہر ہفتے والے دن تشریف لاتے رہے۔اس جگہ یعنی اس مسجد میں ہفتہ والے دن جایا جائے اور کم ازکم دو رکعت نماز کا ثواب ایک حج اور ایک عمرہ ادا کرنے کے برابر بتاتے ہیں۔ سبحان اللہ) یہاں جانے کے لئے مسجد غمامہ جو حرم شریف سے مغرب کی طرف بازار میں ہے، پیدل جا کر ٹیکسی کا کرایہ وہاں سے صرف 4 قُرش (یعنی ریال کا چوتھائی حصہ) ہے۔

مسجد غمامہ:۔ یہ بازار میں ہی واقع ہے، وہاں کے محاسب کے کہنے کے مطابق حضور ﷺ نے مدینہ شریف میں یہ دوسری مسجد بنوائی تھی، غمامہ کا مطلب بادل کا سایہ ہے، کہتے ہیں یہاں جمعہ اور عیدین کی نمازیں جب آپ ﷺ پڑھاتے تھے تو بادل سایہ کر دیتا تھا۔ واللہ اعلم۔

پروگرام

مدینہ منورہ میں عام معمول یہ رکھنے کا ارادہ ہے۔

تہجد تا اشراق:۔ حرم شریف میں۔ سلام ایک دفعہ۔ بعد نماز فجر۔ تلاوت۔ ذکر۔ مراقبہ

اشراق تا چاشت / ظہر:۔ ناشتہ۔ زیارت یا کم ازکم جنت البقیع یا مسجد قبا میں دو رکعت یا زیادہ نماز / نوافل۔ تلاوت کم ازکم ایک سپارہ

ظہر تا عصر:۔ ظہرانہ وقیلولہ

عصر تا مغرب:۔ تلاوت ایک سپارہ، جنت البقیع، اگر قبا نہ جانا ہو تب۔

مغرب تا عشاء:۔ مسجد میں

خصوصیاتِ مدینہ طیبہ

10-04-1968 بمطابق ۱۴ محرم ۱۳۸۸ ھجری

مسجد نبوی:۔ یہاں عورتوں کو صرف مخصوص اوقات میں حضور ﷺ کے روضہ پر حاضری کے لئے چھوڑا جاتا ہے، نماز کا انتظام علیحدہ ہے، جوتے یہاں سے غائب ہو جاتے ہیں۔

دروازے محدود ہیں۔ایک بڑی اچھی بات یہ ہے کہ تمام ستونوں پر اور تمام دروازوں پر نام باقاعدہ لکھے ہوئے ہیں۔ایک قابلِ رحم اور تکلیف دہ بات جو دیکھنے میں آئی ہے کہ حضورﷺ کی لحدِ پاک کے گرد جو مکان سا بنا ہے اس پر غلاف بہت ہی بوسیدہ ہو چکا ہے اسے اتارا بھی نہیں جارہا، نہ حکومت اسے بدلتی ہے۔علماء کے عالم کا متفقہ فیصلہ کروا کر اسے اُتروا دیا جائے اور نیا غلاف اس پر چڑھایا جائے (یقیناً یہ کام اب ہو گیا ہوگا۔مگر چونکہ وہاں جھانکنا بھی قطعاً منع ہے اس لئے ہم یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ وہ واقعی بدل دیا گیا ہے)

اشجار:۔ یہاں ہر قسم کے درخت پائے جاتے ہیں، البتہ شہر کے اندر میرے خیال سے درخت بے دردی سے کاٹے گئے ہیں کیونکہ نظر بہت کم آتے ہیں۔

عمارات:۔ یہاں زیادہ اونچی نہیں تاہم ایئر کنڈیشنڈ کیلئے اب بندوبست کیا جارہا ہے، ٹی وی کا زور مکہ مکرمہ کی طرح سے ہی ہے۔

باشندے:۔ یہاں کافی مہذب ہیں، بنسبت مکہ مکرمہ کے۔پاکستانی/ہندوستانی لوگ کافی تعداد میں دکانیں وغیرہ کرتے ہیں، یا دیگر کاروبار۔

پانی:۔ یہاں پر پانی کی افراط ہے۔بموجب یوسف یمانی وکیل علی میرانی یہ پانی مسجد قبا سے آگے چشمہ ہے وہاں سے آتا ہے۔

ہوٹل:۔ پاکستانی قسم کے ہوٹل کافی ہیں، پاکستان ہوٹل، پنجاب ہوٹل مشہور ہیں۔جو حرم شریف کے قریب ہی واقع ہیں۔

تحفے:۔ دو بہت بڑے نادر و عجیب تحفے مدینہ طیبہ سے ضرور لئے جائیں، پہلا پاکٹ قبلہ نما (8 ریال) دوسرا فہرس قرآن کریم (20 ریال)

ایک شک کا ازالہ:۔ آج جو بات/آیت پڑھی اور ذہن میں گزری کہ حضورﷺ نے کیوں اس مسلمان گورنر (بادشاہ سے خواب میں درخواست کی کہ میری مدد کو پہنچ، کیا خداوند کریم ان کو بغیر وسیلے کے غرق نہ کرسکتا تھا، اس کا مطلب ہے کہ زندہ انسان کا وسیلہ یا دوسرے لفظوں

میں مرض کے لئے دوا کا استعمال لازمی ہے۔(آگے میں نے 12.4.68 کو یہ لکھا) اس زُمرہ میں آج قرآن کریم کی تلاوت کے دوران مجھے خود جواب مل گیا۔ دیکھو پارہ نمبر ۱۷ اقترب، سورۃ انبیاء، رکوع ۵/۲۵/۵، آیت وایوب اذ نادیٰ ربہ انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین۔ایک وسوسہ رہ جاتا ہے، چونکہ قرآن کریم کی آیات زیادہ جامع ہیں۔اس لئے وضاحت کے لئے حضورﷺ کی احادیث اور اسوہ کا مطالعہ کیا جائے۔ مگر پھر ادعونی استجب لکم بھی دلیل ہے کہ اللہ کو کوئی بھی پکارے وہ سنتا ہے، اور جواب دیتا ہے، بفضل تعالیٰ اب ایمان مزید پختہ ہو گیا۔

11-04-1968 بمطابق ۱۳ محرم ۱۳۸۸ ھجری

خطوط:۔ آج جناب قاضی صادق صاحب کے ہاتھ صمصام، بڑے بھائی جان اور چھوٹے بھائی اصغر کو خطوط لکھ کر بھیجے (جناب قاضی صادق صاحب کی شخصیت بھی ایک عجوبہ ہی سمجھ لیں۔مرحوم کا قد کوئی پانچ فٹ دو انچ ہوگا، نہایت ذہین اور ڈاکٹر اقبال کے شیدائی، یہ خاکسار تحریک کے روح رواں تھے، بھائی جان اشرف مرحوم کے جگری دوست اور انہیں آخری وقت تک او اشرف ہی کہہ کر پُکارتے۔آخر میں ان بیچارے کے ساتھ اپنے کرتوتوں کی وجہ سے نہایت تنگدستی اور تنہائی کی زندگی گزارنی پڑی، جس کی بڑی وجہ ان کا اپنی زوجہ محترمہ کو طلاق دینا تھی، ان کے صاحبزادے آج کل ٹھیک ٹھاک کام کاج کر رہے ہیں)

استعانت درحاجات

جہاں تک صلوٰۃ وسلام حضورﷺ کو پہنچنے کا تعلق ہے وہ بالکل درست ہے، احادیث کی روشنی میں صحیح ہے، اسی طرح آپ کے سامنے استغفار کا عہد اللہ تعالیٰ سے کر کے آپ سے شفاعت ان کے وسیلے سے کرنا بھی (جہاں تک میرا علم ہے) درست ہے۔ایک آیت قرآن حکیم کی مفہوم کچھ اس طرح سے ہے (ا) ''جو شخص گناہوں سے استغفار کر کے رسول ﷺ بھی اس کی

شفاعت کریں تو وہ اللہ تعالیٰ کو نہایت ہی بخشنے والا اور مہربان پائے گا۔" مگر ہماری عقل شریف میں یہ بھی گزرتا ہے کہ ایاک نعبد وایاک نستعین تو کہتی ہے کہ حاجت روا اور مشکل کُشا تو صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ مگر اب ہر دو اہلِ طریقت کے جید علما جن میں میرے پیر صاحب بھی ہیں یہ کہتے ہیں کہ قرآن حکیم کی اوپر والی نمبر ا آیت نیز دو دیگر احادیث سے استدلال لیا جا سکتا ہے کہ اپنی حاجات کے لئے حضور ﷺ کے سامنے عرض کر کے سفارش کی استدعا کی جا سکتی ہے، مگر قبولیت اللہ ہی کا کام ہے۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ جو درود کوئی پڑھتا ہے (دور سے) اسے فرشتے حضور ﷺ کو پہنچا دیتے ہیں اور پاس سے کہنے والوں کو میں خود سن کر جواب دیتا ہوں، گویا قوت شامہ یا شنوائی ثابت شدہ ہے۔ اور قوت باصرہ یعنی دیکھنے کی بھی موجود ہے۔ علاوہ ازیں حضور ﷺ حیات النبی کے مسئلہ کے مطابق بھی ایک خاص طور سے آپ ﷺ زندہ ہیں۔

(۲) آج جنت البقیع میں صبح گئے، بقیہ دن جمعہ کی تیاری اور تلاوت میں گُزرا۔

(۳) باغ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:۔ آج یہاں بھی جانا ہوا، جہاں پر دو کھجوروں کے درخت حضور پُر نور ﷺ کے دستانِ مبارک کے لگے دیکھے۔ موسم کی بنا پر پھل نہ چکھ سکے۔

(۴) خاک شفاء:۔ جہاں جنگ اُحد (غالبًا) کے مجروحین کو لوٹنے پوٹنے کو کہا گیا اور انہیں اس مٹی سے شفا ہو گئی۔ (اس میدان پر مٹی ڈال کر اس کے گرد چار دیواری بنا دی گئی ہے)

(۵) مسجد شمس:۔ چھت نہیں، جہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زانو پر حضور ﷺ کو مغرب کے وقت نیند آ گئی۔

(۶) مسجد قبا:۔ ایک نئی بات جو دیکھی کہ آج وہاں ایک چھوٹا پتھر لگا ہوا ہے جہاں پہلے کافی بڑا سوراخ تھا اور جہاں سے حضور ﷺ نے صحابہ کرام کو کعبہ شریف کا صحیح رُخ دکھایا تھا۔

(۷) جبل اُحد و شہدائے اُحد:۔ 72 شہداء میں سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سید الشہداء اور

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی قبریں ایک جگہ علیحدہ ہیں۔ باقی ستر (70) چار دیواری کے اندر ہیں۔ یہاں اچھی حلوہ کھجوریں اور ساؤ گی ملتی ہے۔

(۸) مسجد قبلتین:۔ یہاں نماز چاشت پڑھی۔ بیت المقدس تقریباً اُلٹی طرف ہے۔

(9) مساجد ستہ:۔ یعنی وہ چھ مساجد جو خندق کھودتے وقت حضور ﷺ اور دیگر جلیل القدر صحابہ کرام کے مقامات تھے جہاں تک میں مطالعہ کر سکا ہوں۔ خندق جبل اُحد اور جبل سلع کے درمیان کھودی گئی۔ جس سے جو درہ بنتا ہے اُسے روکا گیا ہوگا۔ واقعی یہ وادی Advance (پیشقدمی) کے لئے اہم تھی۔ جو فوجی نقطہ نگاہ سے اب بھی اہم ہے۔ یہاں آجکل فوجی چوکی ہے۔ (یعنی اُس پہاڑ پر) (میں نے اس کا جائزہ اُس وقت جبل سلع کی چوٹی پر پاپیادہ چڑھ کر اندازہ لگایا تھا، مگر آجکل وہاں فوج کی چوکی ہے۔ اور کسی کو بھی وہاں جانے کی اجازت نہیں دی جاتی)

آج کا دورہ

13-04-1968 بمطابق ۱۵ محرم ۱۳۸۸ ھجری

جامعہ اسلامیہ:۔ جناب عبدالرحمٰن سے جامعہ کی بس پر آتے ہوئے ملاقات ہوئی۔ یہ لاہور کے ہیں، مقبول احمد سرہانی کے ساتھ پڑھتے ہیں، داخلے کے لئے وائس چانسلر کو صاف کاغذ پر درخواست دیں۔ جس پر اپنی اہلیت بتائیں اور ساتھ اپنی Qualification کی فوٹوسٹیٹ کاپی منتھی کریں یہاں سات آدمیوں کی کونسل فیصلہ کرتی ہے کہ کس کو داخلہ دیا جائے، دو ایک پاکستانی ہر سال آتے ہیں۔ آج سے لیکر ایک ماہ آئندہ تک عرضی آجانی چاہئے (عبدالرحمٰن صاحب اہل حدیث کے ہاں تولد ہوئے، بی اے اور حافظ ہیں)

ان سے یہ باتیں سنیں (a) ایک حدیث مبارک ہے جس میں کہا گیا ہے کہ آخری زمانہ میں دین کا علم سمٹ کر اس طرح مدینہ طیبہ چلا آئے گا جس طرح سانپ اپنے بل میں۔ (b) اہل

حدیث چاروں اماموں کو برحق مانتے ہیں مگر کسی ایک کی تقلید ضروری نہیں سمجھتے۔(c) مولانا مودودی بھی اسی کے قائل ہیں۔(d) امام ابوحنیفہ بلکہ دیگر اماموں میں سے صرف امام شافعی کی اپنی لکھی ہوئی فقہ کی کتاب ہے۔ دیگر کسی نے خود نہیں لکھی بلکہ بعض کا فقہ کئی سو سال بعد مقلدین حضرات نے لکھا۔(e) اہل سنت کا ایک اور مذہب بھی تھا جس کا ذکر یہاں لائبریری میں موجود ہے، فقہ اور اصول فقہ دونوں ہیں مگر اس زمانے میں قریباً قریباً وہ مذہب اُٹھ گیا ہے یا پاک و ہند میں نہیں۔(f) نبی قبر پر ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنا ثابت نہیں البتہ سلام حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے، فقط چند الفاظ میں، تاہم مزید بڑھانا بدعت نہیں (امام زہری)

ایک حدیث مبارک:۔ قاری صاحب کے پاس جو حدیث کی کتاب ہے اس میں حضورﷺ نے کسی کے متعلق سنا کہ فلاں صحابیہ آج روزہ سے ہے، جمعہ کا روز تھا تو پوچھا کہ کل تھا، جواب ملا نہیں، پوچھا کہ کل ارادہ ہے، کہا نہیں، تو فرمایا روزہ کھول دو،

۲۔ ڈاکٹر محسن نے ۱۱ سال کی محنت سے صحیح بخاری کا انگریزی میں ترجمہ کیا، اب یہ کتاب جدہ میں رابطہ عالم اسلامی سے چھپی ہے۔

ضروری خبر:۔ یونیورسٹی کی لائبریری میں ہزاروں نایاب کتابیں ہیں، کُل کوئی ایک ہزار طلباء ہیں۔ پاکستان کے تیسرے نمبر پر ہیں۔ مقدار میں پہلے سعودی عرب، دوسرے یمن، تیسرے پاکستانی جو کل 46 ہیں، کورس 4 سال کا ہے، بسیں لڑکوں کو مفت یہاں تک لاتی ہیں بلکہ ہم جیسوں کو بھی بٹھا لیتے ہیں، سعودی حکومت فی لڑکا 300 ریال وظیفہ ہر ایک کو دیتی ہے۔

14-04-1968 بمطابق ۱۶ محرم ۱۳۸۸ھ

آج پہلے جنت البقیع پھر مسجد قبا میں گئے۔ صمصام وغیرہ کے لئے کھجوریں لیں۔ جناب قاضی صاحب کے لئے بھی 3 ریال کلو کے حساب سے لیں۔ نوٹ:۔ عربوں کی ایک عادت ہے کہ اگر بھاؤ بنا کر نہ لیں یعنی چل دیں اور پھر دوبارہ آئیں تو اس گاہک کو وہ چیز بالکل نہیں بیچتے۔

تلاوت:۔ مکہ مکرمہ میں بوجہ طواف کے اور یہاں بھی بالعموم پانچ سیپارے روزانہ پڑھتا ہوں۔ تاہم آج چھ سپارے پڑھ لئے۔ اس لئے کہ چلو جلد ختم ہو جائے تا کہ حضورﷺ کو ثواب بخشنے کے بعد آپ کے دو عدد رُفقاء خاص جو پاس مدفون ہیں ان کی بھی گواہی ہو جائے جس سے میری نجات کا ذریعہ سہل ہو جائے۔ آمین

تلاوت قرآن حکیم کا ریکارڈ

15-04-1968 بمطابق ۱۷ محرم ۱۳۸۸ھ

پچھلا سب ریکارڈ ختم۔ آج بفضلِ تعالیٰ کوئی دس سپارے پڑھ چھوڑے۔

ناخن کاٹنے کا سنت طریقہ

(جناب پیر صاحب سے سُن کر) ہاتھ کے ناخن اس طرح کاٹے جائیں، سب سے پہلے دائیں ہاتھ کی شہادت کی اُنگلی سے شروع کریں اور چھنگلی تک چلے جائیں، پھر بائیں ہاتھ کی چھنگلی سے شروع کر کے انگوٹھے تک پھر دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن اتاریں۔ (پاؤں کے لئے صحیح نہیں پتہ)

جدہ کے لئے پہلی قسط

16-04-1968 بمطابق ۱۸ محرم ۱۳۸۸ ھجری

آج ہر معلم نے زیادہ تر حاجی جدہ بھیجے ہیں، ہم سے پوچھا گیا تو ہم نے مزید ایک دن حضورﷺ کے دربار میں گزارنے کو ایک نہایت اعلیٰ سعادت سمجھ کر جانے والوں میں اپنا نام نہ دیا۔ دیکھئے کس قدر فائدے ہوئے، پانچ نمازیں بھی، بلکہ تہجد، اشراق، چاشت، اوابین اور صلوٰۃ التسبیح کے علاوہ کم از کم آٹھ دس سیپاروں کی تلاوت مسجد نبوی (علیٰ صاحبہا التحیۃ والتسلیم) میں مل جانی کوئی کم سعادت ہے؟ اگر خداوند قدوس مہربانی و رحم کی نگاہ عنایت

فرما دے تو میرے خیال سے ایک ساری عمر کے گنہگار شخص کے لئے یہی ایک دن نجات کا باعث بن سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ساری کی ساری عبادت (جو شکل کی عبادت ہی ہے میرے جیسے حریص و دنیا خواہ کے لئے) اپنی رحمت و کرم کے صدقے اور حضور پُر نور ﷺ کے توسل سے قبول فرمائے، آمین۔ ہاں اول دو تو نہیں ایک چکر جنت البقیع کا بھی اس کے علاوہ گن لیں۔

آج صبح کی نماز کے پہلے اور بعد بفضل تعالیٰ دو مزید سیپارے پڑھ کر پہلے دو خلفاء راشدین کی روحوں کو بخشے، اللہ تعالیٰ ان پاکیزہ ارواح کے درجات بلند فرماتا رہے، آمین

بارانِ رحمت

کل شام عشاء کی نماز کے وقت سے لے کر صبح تہجد بلکہ صبح کی نماز تک وقفے وقفے سے بارانِ رحمت کا نزول ہوتا رہا، مگر بوندا باندی ہی، علاوہ ازیں مکہ شریف میں پچھلے ہفتے سُنا کہ کچھ بارش ہوئی مگر طائف کی طرف سے بہت سا پانی بہہ کر حرم شریف کے اندر تک آ گیا، یہاں تک کہ آبِ زمزم (جو اُن دنوں ایک خالی حوض نما شکل کا ہوتا تھا، جس میں کم از کم سولہ سترہ سیڑھیاں اُترتی تھیں، دائیں جانب ٹونٹیاں لگی تھیں اور کنواں باقاعدہ کھلی آنکھوں سے نیچے پانی تک دیکھا جاسکتا تھا، پانی کے اوپر بہت بڑی بڑی مشینری لگی ہوتی تھی) میں آمدہ پانی گھُل مل گیا۔ میرے خیال سے ہم گناہ گاروں نے جو گندگی اور بدبو پھیلا کر اُس پاکیزہ پانی کی جگہ کو گندہ کیا، اس کی قدرتی صفائی کا یہ بندوبست ہوا اس سے پہلے آبِ زم زم کی بے حُرمتی کے بارے میں اندراج موجود ہے۔

سارے راستے میں کبھی موسلا دھار اور کبھی بُوندا باندی کی شکل میں بارش رہی۔ پتا چلا کہ حرم شریف میں اولے پڑے، نیز ابھی تک آبِ زمزم دوسرے درآمدہ پانی کے ساتھ لگتا ہے کہ نہیں ملا شاید، ہم رات عربی چار بجے (یعنی انگریزی کوئی بارہ بجے کے قریب) جدہ پہنچے۔

جدہ میں

18-04-1968 بمطابق ۲۰ محرم ۱۳۸۸ ھجری (جمعرات)

رات ایک غیر معروف اور اندھیرے سے کمرے میں گزری، صبح سویرے بغیر چینی کے کافی پی، چونکہ کل دن بھر بسکٹ اور چائے پر گزری تھی اس لئے خوب مزہ دیا اس کافی نے۔ حاجی کیمپ میں دن کے کھانے میں مچھلی کھا کر خوب طبیعت سیر کی ماشاء اللہ۔ پاسپورٹ معلّم کے وکیل کو صبح ہی صبح دینا پڑتے ہیں۔ شام کو واپس مہریں اور اجازت نامہ و ٹکٹ وغیرہ بن بنا کر مل جائے گا۔

سامان

سامان کے لئے جناب قاری صاحب نے کسی عرب سے یہ بندوبست کیا ہے کہ وہ اپنی گاڑی پرائیویٹ پر بندرگاہ لے جائے اور قلیوں کے ذریعے جہاز (بحری) پر لدوائے جس کے صلے میں اسے ۸ ریال فی کس اجرت دی جائیگی، ویسے کرینوں کے ذریعے سرکاری گاڑیوں پر جہاز میں سامان لادنے کا بندوبست حکومت کی طرف سے بغیر اجرت کے ہوتا ہے چونکہ اس طرح سامان کی ٹوٹ پھوٹ اور گمشدگی کا خطرہ ہوتا ہے، اس لئے اپنا بندوبست (بشرطیکہ ریال پاس ہوں) بہتر ہوتا ہے۔

19-04-1968 بمطابق ۲۱ محرم ۱۳۸۸ ھجری (بروز جمعۃ المبارک)

واپسی جمعہ کے دن

یہ بھی عجیب حادثہ (واقعہ) ہے کہ چلتے بھی جمعہ کی رات یعنی جمعرات (کراچی سے) جہ بھی جمعہ کا تھا اور واپسی بھی آج جمعہ کے دن ہی ہو رہے ہیں۔ یقیناً اس دفعہ اس جہاز کے چکر میں (جو یہ تیسری بار کر رہا ہے) اللہ تعالیٰ کا کوئی نہایت محبّ ولی موجود ہے، جس کی وجہ سے ہم

جیسے ناچیزوں کو یہ سعادت نصیب ہورہی ہے، یہ ولی یقیناً حضرت پیر صاحب ہی ہیں۔

بحری جہاز میں

جہاز پر صبح کوئی چار بجے عربی وقت کے مطابق سوار ہوئے، سامان اس سے پہلے قاری صاحب گاڑی کے ذریعے جہاز پر پہنچا چکے تھے، کرین کے ذریعے سے ہی اوپر چڑھا مگر نیچے والی چھت پر نہیں بلکہ ڈی ڈیک پر ہی اتارا گیا جس سے قلیوں کو ای ڈیک میں اور میرے کیبن میں اسے پہنچانے میں کوئی دقت نہیں ہوئی اور سامان بھی محفوظ جلد ہی ہوگیا۔

وقت

وقت جہاز پر بدلی کیا، ظہر کی نماز عرب کے چھ بجے اور جہاز کے ایک بجے پڑھی گئی، ویسے ابھی تک باہر حاجی جہاز پر سوار ہورہے ہیں۔ بدیں وجہ کھانا بھی نہیں ملا، اگرچہ اس وقت پونے دو بجے ہیں، میں نے تو جلد ہی حجامت بنائی بلکہ نہا دھو کر جماعت سے نماز پڑھ لی۔ انڈونیشیا کا جہاز بھی اتنا ہی بڑا ہمارے ساتھ لدا ہے۔

روانگی

جہاز کے ٹھیک ۵ بجے اور عرب کے کوئی ۱۰ بجے کے قریب جدہ سے روانہ ہوا۔ بیشتر لوگوں کو تو اتنا بھی احساس نہیں کہ کس سرزمین کو چھوڑ کر کس قدر دور دراز دنیا کی مرغوبات میں پھر سے منہمک ہونے جارہے ہیں، گپیں لگ رہی ہیں۔ تلاوت تو چلتے وقت لاؤڈ سپیکر پر آتی ہے۔ اس سے لاپرواہ بلکہ یہاں تک کہ ایک شخص مجھے مخاطب کر کے مبارک دیتا ہے، جس کا جواب تو ظاہر ہے کہ کیا دیتا میں، ہاں افسوس اور حیران ہوں کہ آخر مبارک کس بات کی ہے یہاں، ممکن ہے میں ہی اس کا اصل مقصد نہ سمجھ سکا، تاہم عرب کی سرزمین سے جدائی کا کچھ پاس تو میرے خیال میں لازمی ولابدی ہے۔

جہاز میں اوقاتِ نماز

فجر	ظہر	عصر	مغرب	عشاء
۵:۲۰	۱۳:۳۰	۱۷۰۰	۱۸:۷۵	۲۰:۳۰

گزری رات غالباً کھانے کے بعد چائے پی لی یا کوئی اور وجہ تھی جس سے نیند ہی نہ آئی، ساڑھے گیارہ بجے یاد آیا کہ قرآن کریم بکس میں بند سیٹ پر پڑا ہے، کہیں اُس کی تعزیر تو نہیں؟ فوراً لائٹ جلائی اور بکس کھولا تو پتا چلا کہ چند کپڑے بارش سے گیلے ہو گئے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی حکمت اس میں جانے کس طرح اس کلام کی حرمت مجھ سے کروائی، جس سے دنیوی فائدہ بھی ہو گیا۔ یعنی کپڑے بھی باہر نکال کر سُکھانے ڈال دیئے۔ بعد میں سارا بکس کھول کر دیکھا اور اردو ڈائجسٹ سے امام ابن تیمیہ کو پڑھا۔ اور اس طرح کوئی ایک بجے رات جا کر سویا تاہم تہجد کے لئے اللہ تعالیٰ نے بیدار وقت پر فرما دیا۔

سفر

ضرور حضورﷺ کی حدیث بھی ہوگی اس بارے میں، مگر بزرگوں کے اقوال کئی پڑھے ہیں جن میں لکھا ہوا دیکھا کہ سفر بغیر ضرورت کے نہیں کرنا چاہئے پھر مواقع دیئے ہیں انہوں نے، اس کے بعد حکمت بتائی ہے کہ کیوں غیر شرعی کام کے لئے سفر نہ کیا جائے۔ چنانچہ اس کا عملی ثبوت و تجربہ ہو رہا ہے، اگرچہ واپسی پر حج سے جانا غیر شرعی سفر نہیں مگر باوجود اس کے چند ایک ذکر بلکہ اشراق جیسی نماز تک ضائع ہو جاتی ہے۔

مشعر الحرام

اگرچہ حج کے ارکان و مناسک جہاں تک ممکن ہو سکا ٹھیک اور بالترتیب ادا کئے تاہم قرآن

کریم میں مشعر الحرام کے بارے میں واضح الفاظ میں آتا ہے کہ ''عرفات میں وقوف کے بعد ذکر کرو اللہ کا مشعر الحرام کے پاس'' اس آیت پر کلی طور پر عمل نہ ہونے کا سخت افسوس ہے۔ اگر مسجد کے اندر نماز پڑھ لیتا تو کیا اچھا ہوتا۔

عدن (کی بندرگاہ)

آج شام ۵ بجے جہاز عدن پہنچا، سنا ہے ۱۴ گھنٹے رکے گا، بہت کشتیاں سامان سے لدی ہوئی یمنی لوگ پاس لائے، میں نے دیکھا کہ چیزیں مکہ شریف کی نسبت یہاں مہنگی ہیں مثلاً جاپان کا بنا ہوا نیشنل ٹرانسسٹر یہاں 340 روپے میں بکتا ہے جبکہ یہی مکہ مکرمہ میں 220 روپے کا تھا۔

عدن سے روانگی

رات بارہ بجے عدن سے جہاز روانہ ہوا۔

22-04-1968 بمطابق ۲۴ محرم ۱۳۸۸ ہجری

گزری رات عشاء کے بعد اور آج صبح حضرت پیر صاحب کی لمبی نشستیں مسجد میں ہوئیں۔ مختلف سوالات کے جواب دیتے ہوئے یا ویسے بات چیت میں چند احکامات وغیرہ جو یاد رہ گئے ہیں، لکھتا ہوں۔

(۱) جس نے اس زمانہ میں میری سنت کو اٹھایا اس نے سو شہیدوں کا ثواب پایا، گویا مجھے اٹھایا۔

(۲) داڑھی رکھنی واجب ہے۔ نرخرے سے اوپر داڑھی ہے۔ حضور آقائے نامدار ﷺ نے خود بھی داڑھی رکھی اور امر بھی فرمایا۔ تمام ادیان کے سرکردہ لیڈر آج کل بھی داڑھی رکھ رہے ہیں۔ انبیاء کی سنت ہے۔ داڑھی کٹے یا مُنڈے کی نمازیں بھی مکروہ ہیں (قبضہ بھر داڑھی ٹھوڑی کی ہڈی سے ہر مذہب والے آج بھی فتویٰ دیں گے۔ (مذہب سے یہاں میرا

مطلب حنفی، شافعی، وغیرہ ہے)

(۳) خالی پگڑی یہودیوں کے رواج ہیں۔ ان کی مخالفت جبھی ہے کہ ٹوپی یا کلاہ کے اوپر پگڑی باندھی جائے۔

(۴) کبائر کی تعریف بس یہ سمجھ لیں کہ جس کی وعید قرآن حکیم یا معتبر حدیث میں آئی ہو۔ اس پر رسالہ ایک بزرگ کا دیکھا ہے۔

(۵) امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ رات کے وضو سے صبح کی نماز (غالباً 40 سال تک) پڑھتے رہے۔ آج بھی ایک نابینا کراچی میں یہی کرتے ہیں۔

(٦) حضرت مولانا شیخ محمود الحسن صاحب رحمہ اللہ سے ترکوں کے خلاف دشمن فتویٰ کفر لینا چاہتے تھے، نہ دینے پر کرین سے باندھ کر سمندر میں غوطے دیئے جاتے انہیں، پھر انہیں ۵ سال مالٹا جزیرے میں قید رکھا جہاں انہوں نے قرآن کریم کا اردو ترجمہ لکھا چند سیپارے تفسیر لکھی جسے بعد میں حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے پورا کیا۔

وقت: رات گھڑیاں 1/2 گھنٹہ آ گے کیں، (۸ بجے)

وعظ

23-04-1968 بمطابق ۲۵ محرم ۱۳۸۸ ھجری

گزشتہ رات عشاء کے بعد حضرت پیر صاحب نے اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے صرف چند چند ایک صفتیں مثلاً عزت و دولت کا دینہار وہی ہے، اور قرآن حکیم کے حامل ہو جانے پر دنیا و آخرت سنور جاتی ہے، کے موضوع پر وعظ فرمایا۔ فرمایا کہ جو عزت اوپر سے آتی ہے وہ حقیقی ہے اور یہ زبان تک محدود۔ پھر قرآن حکیم کو سمجھ کر اس پر عمل کرنا تو ہوتا ہی نسخہ کیمیا ہے اس کی صفت یہ بھی ہے کہ صرف اس کا پڑھنا ہی تریاق ہے، کئی ایک بیماریوں کا۔ قرآن خود راستہ بنا لیتا ہے۔ عقل و دانش اور دل کو سُدھارنے کا۔ اس سے نہ صرف عاقبت سنورتی ہے بلکہ یقیناً

دنیا بھی بدل جاتی ہے۔اور جان رکھو کہ دنیا پہلے سنورتی ہے اور عاقبت بعد میں۔نہیں دیکھا آپ نے اصحاب صفہ کو کس حالت میں تھے پھر جب قرآن گھر کر گیا ان کے رگ و ریشہ میں تو گورنر بنے (جنرل بنے، بادشاہ بنے) اُن میں سے اولوالعزم عملی قرآن حضور ﷺ کی ذات بابرکات ہے۔اور علمی قرآن ہے یہ صحیفہ۔

(۲) کھانا کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونا مستحب طریقہ ہے، خیال رہے کہ پہلے ہاتھ کپڑے یا تولئے سے نہ پونچھیں، بعد میں ٹھیک ہے۔

مجاہدہ

24-04-1968 بمطابق ۲۶ محرم ۱۳۸۸ ہجری

آج رات کی تقریر کا موضوع تھا مجاہدہ، دراصل کل کسی صاحب نے ایک قسم کی شکایت کی تھی کہ قرآت لمبی ہوتی ہے اور مسجد کے اندر بیٹھے لوگوں کو برداشت سے باہر ہے، اس لئے بعض لوگوں نے اپنی جگہ نماز پڑھنی شروع کر دی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔آج اگرچہ دل میں کوئی اور مضمون کے بارے میں سوچ کر آئے تھے مگر اچانک جو قرآن کا ورق کھڑے ہوتے ہی دیکھا تو یہی مجاہدہ والا موضوع سامنے آ گیا۔چنانچہ بتایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی نبی یا ولی یا مومن سے دنیا میں بڑا کام لینا چاہتا ہے تو اس کو مجاہدے اور ریاضت وغیرہ سے ٹریننگ دیتا ہے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ سے دریافت فرمایا کہ سب سے زیادہ کس کو دنیا میں اذیت پہنچائی گئی فرمایا انبیاء کرام کو۔اور ان میں سے اولوالعزم پیغمبروں کو اور پھر ان میں سے جناب سرورِ کونین (کائنات) محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ۱۳ سال کی مکی زندگی آزمائش ہی آزمائش کا دور رہا۔پھر فرمایا کہ جو اس آزمائش پر پورا اترتا ہے تو اس کے لئے فلاح ہے۔یہاں فلاح سے مراد پہلے دنیاوی فراوانی و شادمانی ہے۔اور بعد میں اُخروی۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور اس کے شاہد ہیں۔بلکہ آخری مدنی زندگی بھی حضور ﷺ

کی فراوانی وشادمانی کا ہی زمانہ تھا۔ مگر یاد رہے کہ ایسے حالات اور اس فراوانی کے وقت میں جہاد فی سبیل اللہ جس میں آزمائش حضورﷺ پر ۱۲۱ کی تعداد میں آئیں۔

حج کا ذکر بھی اسی سورت میں آگے آتا ہے، یہ بھی ایک قسم کا جہاد ہے۔ جو پیسے والوں پر فرض ہے۔ قرآن کریم میں اشارہ ہے کہ جو نصاب رکھتے ہوئے بھی حج کا اقرار نہ کرے گا تو وہ کافر ہے۔ اور روایت میں ہے کہ ایسے لوگوں سے اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے خواہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی کے گروہ میں گنا جائے۔ اسلام سے خارج ہے۔

مقصدِ حیات

(۱) آٹھواں پارہ قل ان صلاتی ونسکی ۔۔۔۔۔۔ یہ قرآن حکیم کے مطابق حضورﷺ کا نصب العین تھا، یہ سورہ ''انعام'' میں ہے۔

(۲) ارواح سے وعدہ الست ہوا، نویں پارہ میں، وہ تھا عالم وحدت۔ یہ ہے عالم کثرت، جہاں بہت سے تکلفات ہیں (تعلقات) مگر یہ ہے امتحان کی جگہ، ہونا یہاں بھی وہی کچھ چاہئے جو اس وقت ہمارا شغل تھا۔ مگر یہ چیز اولیاء اللہ تک بھی کماحقہٗ ادا نہیں کر سکتے، امام الانبیاءﷺ کا رتبہ بڑھ رہا ہے، حتیٰ کہ جب قیامت ہوگی۔ تو اُس وقت آپ سجدہ ریز ہو کر ایسی اللہ تعالیٰ کی تعریف کریں گے کہ اس سے پہلے کبھی نہ کی ہوگی۔

(۳) من میں ساری حُب، بُغض، عطا ونعمت وغیرہ ساری اللہ تعالیٰ کے لئے ہو، یہ ہے کامل ایمان۔

(۴) ''لقد کان فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ'' حضورﷺ کی سیرت سامنے رکھ کر ویسا ہی بننے کی کوشش ہی ہمارا مقصدِ حیات ہونا چاہئے۔

(۵) ''ھل اتیٰ علی الانسان حین'' دو پانیوں سے پیدا کئے گئے ہم کوئی شے نہیں تھے جس کا ذکر کیا جائے، اللہ تعالیٰ نے اس ناپاک پانی سے بنایا۔ اصل وجود تو وہ ہے جو الست یا

عالمِ وحدت میں تھا، یہ جسم تو لفافہ ہے وجود کا۔ جو مکین ہے اس کی تہہ تک تو کوئی پہنچ ہی نہیں سکتا، یہی مغالطہ تھا کہ ہمیں نقلی انسان کو اصلی انسان سمجھا، اصل انسان تو ''امر ربی'' ہے۔ ''یسئلونک عن الروح '''' من عرف نفسه فقد عرف..۔۔۔۔۔۔'' اگر یہ بات مقصدِ حیات (بنا لی جائے تو) ایک سیکنڈ کی غفلت گوارہ نہ ہو، قرآن حکیم کہتا ہے ''فذکروالله قیام وقعوداوعلی جنوبهم '' یہ زبان سے نہیں بلکہ (دل سے ہو) الا بذکر الله تطمئن القلوب۔ ''جو دم غافل سو دم کافر''

جس کام میں اللہ تعالیٰ سے غفلت پیدا ہو جائے پھٹکار ہے اللہ کی اُس میں۔

حدیث: الدنیا ملعونة (الا بذکر اللہ یا اس قسم کا کچھ پڑھا) پھر ذکر قلیل نہیں بلکہ ذکر کثیر ہو، قرآن کریم شاہد ہے۔

شریعت و طریقت اصل میں ایک ہی ہیں۔ یہ فالتو کوئی علیحدہ چیز نہیں، اللہ والوں کے ساتھ نتھی ہو جاؤ، دیکھو قرآن

اللہ والا کون ہے؟ جو قرآن کا حامل، ناشر ہوتا ہے، ایسے بندے کو دیکھنے سے اللہ یاد آ جاتا ہے۔

ہم نے جو زندگی کے دن گزارنے ہیں اتباع رسول ﷺ سے اتباع اللہ تک پہنچنا ہے۔ غور کرو اذان پر، پہلے اور آخر اللہ اکبر پھر درمیان میں کیا ہے ''اشهد ان محمداً رسول الله'' یعنی رسول کا بتایا ہوا راستہ ہی ہے شریعت۔

25-04-1968 بمطابق ۲۷ محرم ۱۳۸۸ ھجری

''والعصر ان الانسان لفی خسر '' (۱) اس سورت میں زندہ قوموں کے لئے ''اصولِ اربعۃ'' بیان کئے گئے ہیں۔ (۲) علماء کرام نے کہا کہ اگر پورا قرآن نہ ہوتا تو نجات کے لئے یہی ایک سورت کافی ہوتی، جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے سے جدا ہوتے تھے تو ایک دوسرے کو سناتے تھے۔ (۳) اس میں خدا پرستوں کا صحیح مسلک بیان کیا گیا ہے۔ چونکہ

ہم اب الوداع ہورہے ہیں اس لئے یہی سورت مناسب ہے جو بیان کررہا ہوں۔(۴)" ان ربی علی صراط مستقیم "(سورۃ ھود میں) اللہ کی رحمت کو کھینچنے کے لئے یہ کتاب ہے۔(۵) دریں دنیا کسے بے غم نہ باشد، اگر باشد بنی آدم نہ باشد،"لقد خلقنا الانسان فی کبد" انسان پیدا ہی تکلیف جھیلنے کے لئے ہے، دیندار بننے کے بعد تکالیف ومصائب میں زیادہ ڈالا جائے گا۔آپ سب خلاصہ ہیں پاکستان کے، اپنے آپ کو معمولی نہ سمجھنا۔
دوقسم ہے انسانوں کی، مصائب و آلام دونوں پر آتے ہیں۔نفس پرستوں پر بھی اور خدا پرستوں پر بھی، نفس پرستوں پر شامتِ اعمال کے لئے اور خدا پرستوں پر ترقی درجات و آزمائش کے لئے۔اگر یوں ہوتا تو انبیاء پر تکلیفیں کیوں آتیں۔پھولوں کی سیجوں پر کیوں نہ سوجاتے۔
کہا کہ دین کی بنیاد عقیدہ پر ہے نہ کہ اعمال پر، عقیدہ کیا ہے، کس چیز کا نام ہے؟"اشھد ان لا الہ۔۔۔۔"

"آمنت باللہ کما ھو باسمائہ وصفاتہ"

باسمائہٖ میں تو دوسرے بھی شامل ہیں (قائل ہیں) مگر صفاتہٖ میں صرف مومن ہی قائم ہیں۔
جتنی عقیدے کی پختگی ہوگی اتنی ہی قوتِ برداشت پیدا ہوگی، اگر عقیدہ پختہ نہ ہو تو۔۔۔
خیر وشر اللہ کی طرف سے، والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ والبعث بعد الموت
پھر ذرہ پہاڑ سے ٹکرا جاتا ہے، آفتاب وماہتاب بن کر چمکتا ہے، یہ ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نظریہ وعقیدہ۔
نفس پرستوں کی لائن:۔زن پرست، زر پرست کو کوئی شرک نہیں کہتا، کافر تو جانے پہچانے ہوتے ہیں۔
اے اولادِ آدم! تو شیطان کی عبادت نہ کرنا۔وہ تمہارا دشمن ہے کھلا۔میری عبادت کرنا"ھذا صراط مستقیم" سورۃ یاسین

سورۃ اعراف میں:۔شیطان نے کہا تھا ’’میں صراط مستقیم پر بیٹھوں گا‘‘ اور میں انسانوں کے آگے سے پیچھے سے، دائیں سے، بائیں سے، حملہ کروں گا، تو اُن میں سے اکثریت کو سیدھے راستے پر نہ پائے گا‘‘۔

اُس نے (یعنی شیطان نے) کہا تھا لَاُغْوِيَنَّهُم (یعنی انہیں سیدھے راستہ سے ہٹاؤں گا)

تو اُس وقت اللہ تعالیٰ نے کیا کہا تھا؟۔۔۔۔۔یہ کہ ’’سب کو جہنم میں ڈال دوں گا‘‘۔۔۔

پھر یہ کہ قل ان کان آبائکم۔۔۔۔۔۔۔۔۔الخ

’’تمہارے باپ دادا، مال و دولت وغیرہ، محل جن میں رہتے ہو اگر وہ خدا اور رسول ﷺ سے زیادہ پیارے ہے تو میرے عذاب کا انتظار کرو۔

اللہ تعالیٰ مُہر کر دیتا ہے ان لوگوں پر جو نفس پرست ہیں، زن پرست ہیں، زر پرست ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معاً ان باتوں سے خالصتاً مبرّا و منزّہ تھے۔خدا واسطے آپ لوگوں پر یہ لازم و فرض ہے کہ قرآن کی تعلیم دیں اپنوں کو۔ ملک والوں کو۔ عالم اسلام کو (سورۃ حج) بعض لوگوں کو جب بھلائی پہنچتی ہے تو عبادت کرتے رہتے ہیں، کنارے پر کھڑے ہو کر۔ اگر آزمائش و امتحان آ گیا۔

دوسرا پارہ۔۔۔۔۔ولنبلونکم۔۔۔۔۔پھر سورۃ عنکبوت۔۔۔کیا گمان کر لیا لوگوں نے کہ فقط کلمہ پڑھنے پر وہ چھوڑ دیئے جائیں گے۔اور فتنے میں نہیں ڈالے جائیں گے، ہم نے پہلی امتوں کو بھی فتنوں میں ڈالا، ہم صادقین کو بھی آزمائش میں ڈالتے ہیں۔

حاجی جب تک گھر میں پاؤں نہیں رکھتا اس کی دعا قابل قبول ہے۔ یہ مہمانان رسول ﷺ ہیں، اسی لئے حکم ہے کہ ہم اللہ کے گھر میں داخل ہوں، دوگانہ اس لئے پڑھو اور اپنے لئے استقامت کی دعا مانگو، ان کی زیارت کرو۔ فرشتے آپ کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں، جب قدم رکھو اللہ کے گھر میں تو پڑھو اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِىْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔۔۔۔‘‘ جب اللہ تعالیٰ کسی سے روٹھ جاتا ہے تو اس کو مسجد میں جانے کی توفیق نہیں ہوتی۔

رُباعی

دل بدست آور کہ حج اکبراست — وز ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است
کعبہ بنیاد خلیل آذراست — دل گزرگاہِ جلیل اکبراست

یاد رکھیں کہ حضور ﷺ نے بیماری میں ۱۷ نمازیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے پڑھیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کندھوں کے سہارے، ٹانگیں گھسٹتے ہوئے باجماعت نماز پڑھ لیتے تھے۔

انا اعطیناک الکوثر (شانِ رسول) فصل لربک وانحر (پروگرام رسول) ان شانئک ھو الابتر (منکر کا انجام)

کوئی نہیں کہتا کہ میں ابولہب کی اولاد ہوں۔ آخر میں دیکھو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آخر تک دیکھ لو، کہ تمام انبیاء کرام جنہوں نے ان چار باتوں کا اہتمام کیا کامیاب ہوئے۔

کراچی

26-04-1968 بمطابق ۲۸ محرم ۱۳۸۸ ھجری

آج صبح ۸ بجے کراچی بندرگاہ پہنچے، اور کسٹم وغیرہ سے فراغت پا کر کوئی گیارہ بجے ماموں جان (یعنی ماموں عبدالرحمٰن جو نیوی میں کمانڈر تھے) کے ہاں پہنچا، ماموں جان عبدالرحمٰن، صمصام و دیگر عزیزان نیز قاضی صاحب جہاز پر آئے ہوئے تھے۔ شام ہسپتال سے (آگے کچھ ڈائری میں مٹا ہوا ہے تاہم یوں لگتا ہے کہ جناب پیر صاحب سے ملاقات ہوئی ہوگی)
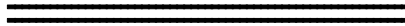
چارٹ نمبر ا

بحری جہاز میں کھانا اور اس کے اوقات

وقت	نوعیت	قسمِ طعام
0630	نہاری	کریم والے بسکٹ = دو عدد چائے = دو پیالہ کے برابر
0830	ناشتہ	کارن فلیکس تیاری حالت میں، دو عدد خاص بڑی سلائسیں، جام مکھن، (کم از کم آدھا اونس) انڈے جیسے درکار ہوں۔
1200	ظہرانہ	گوشت۔ کلیجی / بھجیا، سبزی دال، چاول اور روٹی (دونوں)
1500	عصرانہ	دو بسکٹ، چائے
1915	عشائیہ	چاول، روٹی، مچھلی، گوشت + دال، میٹھا (مختلف قسم)

نوٹ: کیبن والوں کو کھانا اپنے مقام پر ملتا ہے۔

ڈیک والے بھی اسی طرح ایک پورے ڈیک پر بیٹھ کر کھا لیتے ہیں۔

چارٹ نمبر 2 (الف)

طواف کا حساب، حجِ بیت اللہ سے پہلے

تاریخ	صبح	ظہر	نمازِ عصر	مغرب	عشاء	کُل
16-02-1968	1	0	4	0	0	5
17-02-1968	1	0	2	0	1	9
18-02-1968	2	0	2	0	1	14
19-02-1968	2	1	0	1	0	18
20-02-1968	5	0	0	5	0	28
21-02-1968	5	1	2	0	1	37
22-02-1968	4	0	0	0	0	41
23-02-1968	0	2	1	0	0	44
24-02-1968	3	0	0	2	0	49
25-02-1968	4	0	2	1	0	56
26-02-1968	2	1	2	0	0	61
27-02-1968	1	3	0	0	0	65
28-02-1968	1	0	3	0	0	69
29-02-1968	2	0	3	0	0	74
01-03-1968	1	1	0	1	0	77
02-03-1968	3	0	0	0	1	81

03-03-1968	2	3	0	0	0	86
04-03-1968	2	0	0	0	0	
05-03-1968						
06-03-1968						

نوٹ:۔(04/03/68 سے لیکر 06/03/68 تک سب حساب سیلاب کی وجہ سے ڈائری پر مٹا ہوا ہے۔اس لئے اس حساب میں نہایت کنجوسی سے چلو دو طواف روزانہ شامل کریں تو کُل طواف 86+6=92 بنتے ہیں۔''واللہ اعلم''

چارٹ نمبر 2 (ب)

طواف کا حساب حجِ بیت اللہ شریف کے بعد

تاریخ	صبح چاشت	ظہر	عصر	مغرب	عشاء	کُل
11-03-1968	0	0	0	0	1	1
12-03-1968	1	0	0	0	0	2
15-03-1968	0	0	1	1	0	4
16-03-1968	3+2	0	3	0	0	12
17-03-1968	2	0	2	0	0	16
18-03-1968	4	0	0	1	0	21
19-03-1968	3	1	1	0	0	26
20-03-1968	1	2	1	0	0	30
21-03-1968	5	0	0	0	0	35
22-03-1968	4+1	0	0	0	0	40
23-03-1968	4	0	0	0	0	44

نوٹ:۔(۱) جیسا کہ ڈائری میں ذکر ہوا، بندہ نے 'ریا" کے مدنظر طواف کا حساب لکھنا اُس وقت موقوف کر دیا تھا۔یعنی 23/03 کے بعد۔

(۲) اُن دنوں طواف بہت آسان ہو گئے تھے کیونکہ زیادہ تر لوگ حج سے واپس جا رہے تھے، اس لئے چلو صرف 4 طواف روزانہ شامل کریں تو 96=52+44 بنتے ہیں۔

(۳) تاہم لگتا ہے کہ بندہ نے اُن دنوں صرف 4 ہی نہیں بلکہ اس سے کہیں زیادہ طواف

روزانہ کئے ہوں گے۔ جیسے کہ 14 طواف والا قصہ مورخہ 23.03.1968 کے دن کا ڈائری میں ذکر موجود ہے۔ چنانچہ وہ 10 طواف مزید شامل کرلیں تو حساب اس طرح بنتا ہے، 10+96=106 عدد (''نعوذ باللہ'' کہیں اس حساب میں کوئی غلط بیانی نہ ہوگئی ہو۔ ثم نعوذ باللہ)

چارٹ نمبر 3
جنت البقیع، مدینہ طیبہ
(نشاندہی: قبور)

قبر نمبر = معلوم نہیں کس مبارک ہستی کی ہے۔

1= حضورﷺ کی پھوپھیاں رضی اللہ عنہن

2= حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

3= حضرت عباس رضی اللہ عنہ

4= حضرت حسن رضی اللہ عنہ

امام جعفر رحمہ اللہ

5= ام کلثوم، زینب، ام سلیم رضی اللہ عنہن

6= حضرت عقیل بن ابو طالب رضی اللہ عنہ

7= حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما

نوٹ:۔ یہ نشاندہی 1968ء میں ہمارے معلم کے ایک نمائندہ کی ہے۔ واللہ اعلم

کھجوروں کے نام اور بھاؤ

(1968ء میں)

(1) عنبر، 10 سے 15 ریال فی کلو

(2) قلمی، 3 سے 4 ریال فی کلو

(3) عجوہ، 3 سے 4 ریال فی کلو (حضور ﷺ کی پسندیدہ کھجور)

(4) حلوہ، 1 ریال فی کلو

(5) بی دانہ، 01.25 ریال فی کلو

(6) فاطمی، 1 ریال فی کلو (چھوٹی ہوتی ہے)

(7) برنی، 1 ریال فی کلو (لمبی، قدرے میٹھی)

(8) بلال، 01.50 ریال فی کلو (چھوٹی گول کالا رنگ)

چارٹ نمبر 4

(عمرہ کے بارے میں)

نمبر شمار	تاریخ/دن	ثواب کس کو
	13/02/68	خود کو

نوٹ:۔ حج سے پہلے سوائے اس عمرہ کے مزید شاید نہ کئے ہوں گے کیونکہ ان کا ڈائری میں ذکر موجود نہیں ہے۔ یا اُسے لکھنا مناسب نہ سمجھا ہوگا۔

بعد حج

15/03/1968-1 جمعہ حضرت محمد ﷺ کو

17/03/1968-2 اتوار والد مرحوم کو

18/03/1968-3 پیر بیگم کو (معیت جناب پیر صاحب)

19/03/1968-4 منگل بھائی جان کرنل اشرف مرحوم کو

20/03/1968-5 بدھ برادرِ خورد خواجہ محمد اصغیر پرے کو

21/03/1968-6 جمعرات محترمہ والدہ صاحبہ کو

22/03/1968-7 جمعہ جناب مولوی گلاب خان (جگری دوست کو۔

23/03/1968-8 ہفتہ صمصام افضل مرزا کو،

03/04/1968 یہ عمرہ جدہ سے آ کر کیا گیا۔

تلاوت قرآن حکیم

تاریخ	تہجد تا اشراق	چاشت	ظہر تا عشاء	کُل	برائے ایصال
16/2/1968 تا 18/2		7		7	
19/2 تا 24/2	3		6	16	
26/2 تا 29/2	1		5	21	
01/3 تا 06/3	6		3	30	حضور صلی اللہ علیہ وسلم، اہل بیت، انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، صدیقین، شہداء، صالحین، آباء واجداد، خود

روانگی حج بیت اللہ شریف

تاریخ	تہجد تا اشراق	چاشت	ظہر تا عشاء	کُل	برائے ایصال
12/3 تا 16/3	5		5	10	
17/3 تا 21/3	4.5		5.5	20	
22/3 تا 26/3	55		5	30	
27/3 تا 31/3	9		6	15	
01/4 تا 05/4	9		6	30	

روانگی مدینہ منورہ

تاریخ	تہجد تا اشراق	چاشت	ظہر تا عشاء	کُل	برائے ایصال
06/4 تا 10/04	5	2	2	9	
07/4 تا 15/4	13	8	9	30	حضور صلی اللہ علیہ وسلم
15/4 تا 25/4	10	10	10	30	چاروں خلفاء کرام رضی اللہ عنہم

مراقبہ منٹوں میں

24/2/1968		20 منٹ	25
25/02		25	20
26/02			15
27/02		15	
28/02			
01/03		15	
02/03		15	5
03/03		15	
04/03		15	5
05/03	15		

نوٹ:۔(1)عام طور پر حضرت پیر صاحب کی معیت میں چاشت کے وقت مراقبہ ہوتا تھا۔

(2)اس کے بعد ڈائری میں مراقبہ کا کوئی حساب کتاب موجود نہیں۔

فقط

میجر خواجہ محمد اکرم پرے

یکم/ربیع الاول/۱۴۳۶،۲۴/دسمبر/۲۰۱۴

ختم شد